رجسٹرڈ ایل ۶۶
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ
قیمت پیشگی سالانہ عوام سے ۳ خواص اور معاونین سے ۵ ہندوستان سے باہر ۶
ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی ۔ دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۳۷ | دار الامن والامان قادیان ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

تبتل کی حقیقت

جو ۳ ستمبر ۱۹۰۱ء کو مغرب کی نماز کے بعد حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم نے سید امیر علیشاہ صاحب ملہم سیالکوٹی کے استفسار پر بیان فرمائی۔ ان کو بھی کسی رویا میں ارشاد ہوا تھا۔ کہ وہ تبتل کے معنے حضرت اقدس سے دریافت کریں۔ اس بنا پر انہوں نے سوال کیا اور حضرت اقدس نے اسکی تشریح فرمائی
ایڈیٹر

میرے نزدیک رویا میں یہ بتانا کہ تبتل کے معنے مجھ سے دریافت کئے جاویں اس سے یہ مراد ہے کہ جو میرا مذہب اس بارہ میں ہے۔ وہ اختیار کیا جاوے منطقیوں یا نحویوں کی طرح معنے کرنا نہیں ہوتا بلکہ حال کے موافق معنے کرنے چاہئیں ہمارے نزدیک اسوقت کسی کو تبتل کہیں گے جب وہ عملی طور پر اللہ تعالیٰ اور اس کے احکام اور رضا کو دنیا اور اس کی متعلقات دمکروہات پر مقدم کرے۔ کوئی رسم و عادت کوئی قومی اصول اس کا رہزن نہ ہو سکے نہ نفس رہزن ہو سکے نہ بھائی نہ جورو نہ بیٹا نہ باپ غرض کوئی شے اور کوئی متنفس اسکو خدا تعالےٰ کے احکام اور رضا کے مقابلہ میں اپنے اثر کے نیچے نہ لا سکے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول میں ایسا اپنے آپ کو کھو دے کہ اس پر فنائے اتم طاری ہو جاوے اور اس کی ساری خواہشوں اور ارادوں پر ایک موت وارد ہو کر خدا ہی خدا رہ جاوے دنیا کے تعلقات بسا اوقات خطرناک رہزن ہو جاتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کی رہزن حضرت حوا ہو گئی۔

پس تبتل تام کی صورت میں یہ ضروری امر ہے کہ ایک سکر اور فنا انسان پر وارد ہو۔ مگر نہ ایسی کہ وہ اسے خدا سے گم کرے

بلکہ خدا میں گم کرے

غرض عملی طور پر تبتل کی حقیقت تب ہی کھلتی ہے۔ جب کہ ساری روکیں دور ہو جائیں۔ اور ہر ایک قسم کے حجاب دور ہو کر محبت ذاتی تک انسان کا رابطہ پہنچ جاوے اور فنا اتم ایسی حاصل ہو جاوے کہ قیل وقال کے طور پر سب کچھ ہو سکتا ہے اور انسانی الفاظ اور بیان میں بہت کچھ ظاہر کر سکتا ہے مگر مشکل ہے تو یہ کہ

عملی طور پر اسے کھا بھی دے جو کچھ وہ کہتا ہے

یوں تو ہر ایک جو خدا کو ماننے والا ہے پسند بھی کرتا ہے اور کہہ بھی دیتا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ خدا کو سب پر مقدم کروں اور مقدم کرنے کا مدعی بھی ہو سکتا ہے لیکن جب ان آثار اور علامات کا معائنہ کرنا چاہیں جو خدا کو مقدم کرنے کے ساتھ ہی عطا ہوتے ہیں۔ تو ایک مشکل کا سامنا ہو گا۔ بات بات پر انسان ٹھوکر کھاتا ہے۔ خدا تعالےٰ کی راہ میں جب اس مال اور جان کے دینے کی ضرورت محسوس ہوتی

میں مدینہ میں بریرہ کے پاس اکثر آیا جایا کرتا تھا وہ مجھسے کہا کرتی تھیں کہ اے عبد الملک میں تجھ میں عمدہ خصلتیں دیکھتی ہوں۔ اگر تو خلیفہ ہو اور زمام امور خلائق اپنے ہاتھ میں لے تو چاہیے۔ جب تو اس مرتبہ پر پہونچے تو چاہیے کہ تو انسان کا خون نہ بہائے اور خونریزی سے پرہیز کرے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ جس شخص نے ایک سنگی بھر بھی خون ناحق بہایا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا عبد الملک بن مروان نے حضرت بریرہ کی نصیحت کے خلاف تخت حکومت پر بیٹھتے ہی خونریزی شروع کی اور حجاج وغیرہ بندگان خدا پر ظلم کیا۔ اسوقت حضرت بریرہ نے وہی اپنی ہدایت یاد دلاکر اسکو ظلم اور خونریزی سے منع کیا۔

حضرت بلقیس

یہ ولی اللہ بیوی محمد بن بدر الدین بن سراج الدین بلقینی کی دختر نیک اختر تھیں۔ ان کے پردادا سراج الدین ابن حجر عسقلانی کے استاد تھے۔ گو ان کے تمام خاندان کے تمام لوگ اہل علم وفضل تھے۔ مگر ان سب کی شہرت اور افتخار کا باعث یہی لائق عورت تھیں۔ وہ علم ودانش۔ زہد وصلاح میں مشہور اور معروف تھیں۔ اس دار ناپائدار میں ساٹھ سال سے زیادہ رہکر وہ ماہ ذی قعدہ ۸۳۸ھ کو راہی جہان جاودانی ہوئیں۔ اپنی عمر کے آخری دس سال انہوں نے راہ سلوک وایقان اور طریق وعرفان کے مقامات طے کرنے میں صرف کیے تھے۔ جیساکہ ابن حجر نے کہاہے یہ مقدس بیوی مشائخ طریقت میں شمار کی جاتی ہیں۔

حضرت تحفہ عربیہ

نفحات الانس میں مذکور ہے کہ یہ عارف اللہ عورت جنکو مقام ولایت حاصل تھا ایک آدمی کی لونڈی تھیں اور وہ عود بجاتی تھیں اور گاتی تھیں۔ وہ اس قدر عشق حقیقی میں بیخود تھیں کہ انہیں اپنے کھانے پینے کا بھی ہوش نہ تھا دن رات وہ آہ وزاری اور نالہ اور بیقراری میں مشغول رہتی تھیں۔ جب اہل خانہ ان کے اس شور وفغاں سے تنگ ہوے تو انہوں نے انکو پاگل خانہ میں بھجوادیا۔ یہ حال دیکھکر ایک شخص سقطی نامی نے انہیں ان کے مالک سے کچھ روپیہ دے دلاکر خرید لیا اور مجنون خانہ سے رہائی دی تحفہ عربیہ عاشقانہ اشعار بہت کہتی تھیں

حضرت حکیمہ دمشقیہ

یہ ولی اور عارفہ بی بی ملک شام کی بزرگ عورتوں میں سے تھیں۔ حضرت رابعہ شامیہ انہیں کی شاگرد رشید تھیں۔ کتاب نفحات الانس میں رابعہ سے منقول ہیں کہ ایک دن وہ حکیمہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں جو تلاوت قرآن مجید میں مصروف تھیں۔ حکیمہ نے رابعہ سے مخاطب ہوکر کہا سنتی ہوں تمہارا خاوند احمد بن الحواری کسی دوسری عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ رابعہ نے جواب دیا کہ ہاں حکیمہ نے کہا کہ کوئی عاقل آدمی تو یہ قبول نہ کرے گا کہ اپنا دل خدا سے پھیر کے دو عورتوں میں لگائے۔ پھر انہوں نے قلب سلیم کی شرح کی جس کا ذکر قرآن شریف میں آیا ہے۔

حضرت خدیجہ

یہ مقدس اور پارسا بیوی عبد الوہاب بن ہبۃ اللہ صوفی کی صاحبزادی تھیں۔ وہ حقیقت اور معرفت میں صاحب مقام ہوئی ہیں۔ شیخ محی الدین نے مسامرات میں انسے بہت روایتیں نقل کی ہیں۔

حضرت رابعہ عدویہ یا بصریہ

یہ ام خیر بیوی جو پہلی صدی ہجری کی مشہور ومعروف عورتوں میں تھیں اسمٰعیل عدویہ کی دختر نیک اختر ہیں وہ شہر بصرہ میں رہتی تھیں۔ حقائق وعرفان اور کشف وشہود میں ان کا مقام بہت بلند تھا۔ امام ابو القاسم القشیری اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں کہ اکثر رابعہ اپنی مناجات میں یہ کہا کرتی تھیں کہ اے خدا جو دل تجھکو دوست رکھتا ہے کیا تو اسکو آگ میں جلائیگا ایکمرتبہ ہاتف نے اس کا جواب دیا کہ بدظنی نہ کر۔ پروردگار رحیم یہ کام نہیں کرتا ہے چونکہ یہ عورت صفائی قلب اور کمالات نفسانی میں اکثر مردوں سے بڑھی ہوئی تھیں اس سے ان کا لقب تاج الرجال (مردوں کی سرتاج) ہے وہ زہد اور تقوی میں ضرب المثل ہیں۔ جس عورت کی پرہیزگاری اور تقدس کی تعریف کرنا چاہتے ہیں تو اسکو اپنے زمانہ کی رابعہ بصری کہتے ہیں ان کے مشہور ومعروف ہمعصروں میں سے ایک حسن بصری تھے جنہوں نے ان کے شوہر کی وفات کے بعد ان سے عقد کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔ اس درخواست پر رابعہ نے بطور امتحان ان سے حقائق ومعارف کے چند مسائل دریافت کیے بعد ازاں انہیں اپنے نکاح میں قبول کرنے سے انکار کیا۔

سفیان ثوری رح بھی انہیں کے زمانہ میں تھے۔ وہ ان کی بزرگی اور حالات کو خوب جانتے تھے اور اکثر ان کی زیارت کے لیے تشریف لیجاتے تھے۔ حقیقت اور معرفت کی جو مشکلیں سفیان ثوری کو درپیش ہوتی تھیں وہ رابعہ ہی سے پوچھتے تھے جنکو وہ آسانی حل کردیتی تھیں۔ ایک روز سفیان نے رابعہ سے پوچھا کہ خدا کے ساتھ جو تمہارا ایمان اور عقیدہ ہے اسکو تم مجھسے بیان کرو۔ رابعہ نے جواب دیا میں خدا کو بہشت کے شوق اور دوزخ کے خوف سے

عمرالدین

نہیں پوجتی بلکہ کمال عشق اور شرائط عبودیت کی وجہ سے اسکی عبادت کرتی ہوں۔

تمام ارباب سلوک رابعہ کو اہل کرامات سے جانتے ہیں اور ان سے روایتیں نقل کرتے ہیں۔ علاوہ کشف و کرامات کے ان کو علم عروض میں بھی کمال تھا اور وہ حقانی اشعار فرماتی تھیں سنہ ۱۳۱۲ھ اور بقول بعض سنہ ۱۳۱۹ھ میں ان کی وفات ہوئی اور انکا مزار شریف اب تک اہل سلوک و عرفان کا زیارت گاہ ہے۔

رابعہ شامیہ

نفحات الانس میں لکھا ہے کہ یہ پاک اور پارسا بیوی بھی طریق عرفان کے اعلی مدارج پر پہونچی ہوئی تھیں اور اُن سے کشف و کرامات بھی ظاہر ہوئے تھے احیاء العلوم اور دوسری کتابوں میں درج ہے کہ رابعہ کو احمد بن ابی الحواری سے نکاح کرنے کی خواہش پیدا ہوئی جو ان کے زمانہ کے اکابر میں سے تھے اور اس میلان کو انہوں نے احمد پر ظاہر کیا۔ اس کے جواب میں احمد نے کہا میرے انتقال اہل و عیال کرنے سے مانع ہیں۔ اس کا جواب رابعہ نے یہ دیا کہ خدا کی قسم میں تم سے زیادہ اپنے اشغال میں مشغول ہوں اور اس عقد سے پیروی نفس مجھے مقصود نہیں بلکہ اس سے غایت یہ ہے کہ پہلے خاوند کا جو مال مجھے ملا ہے اسکو تم لو اور صالحین اور فقرا کو بانٹ دو۔ اور میں تمہاری وجہ سے اولیاء اللہ اور دوستان خدا سے ملاقات پیدا کروں۔ جب ابن ابی الحواری نے یہ کلام سنا تو انہوں نے اپنے شیخ ابو سلیمان الدارانی سے اجازت کی اجازت لی اور رابعہ کے ساتھ نکاح کیا۔ رابعہ نے اپنے شوہر کے لیے تین عورتیں مہیا کی تھیں۔ خود احمد سے روایت ہے کہ رابعہ میرے لیے طرح طرح کے کھانے پکاتی ہیں۔ میرے کپڑوں میں عمدہ عمدہ عطر لگاتی ہیں اور مجھسے کہتی ہیں کہ ان عورتوں کے پاس جاؤ۔

روضۃ الاخبار میں لکھا ہے کہ ایک اور عورت رابعہ قتیبیہ بھی مشہور عابدہ و زاہدہ گذری ہیں۔

حضرت رابعہ جیلانیہ

یہ مشہور و معروف عارف باللہ بیوی عہد سلطنت محمد شاہ قاچار میں موجود تھیں ان کا اصلی نام حاجیہ ام سلمہ خانم ہے ان کے والد ماجد حاجی میرزا محمد رشتی وزیر گیلان اور ان کے شوہر حاجی میر اسمعیل رشتی تھے جو اس ملک کے مشاہیر اعیان میں سے تھے۔ جب مرشد کامل و سالک واصل حاجی محمد جعفر کبودر اہنگی گیلان میں پہونچے تو انہوں نے وعظ و پند کی مجلسیں گرم کیں ایک مجلس میں رابعہ بھی موجود تھیں ان پر جعفر کے وعظ کا اتنا اثر ہوا کہ پھر تا بزیست وہ تصفیہ قلب اور تہذیب اخلاق ہی میں مشغول رہیں۔ عارف ربانی حکیم صمدانی حاجی مولانا رضا ہمدانی سے جو ان کے زمانہ کے ایک مشہور بزرگ تھے انہوں نے استفادہ حاصل کیا تھا اور انہیں کی صحبت میں وہ رہتی تھیں جب بادشاہ مرحوم کو رابعہ کے کشف و کرامات کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے ان کو رابعہ ثانیہ کا خطاب عطا فرمایا اور ہزار تومان اخراجات کے لیے مقرر کیے اور انہیں کرمان جانے کی اجازت دی۔ ان کے آثار اور باقیات صالحات سے ابتک کرمان میں ایک عمارت ہے جس میں بڑے بڑے مشاہیر مشائخ اور اولیا کرام کی قبریں ہیں۔ سنہ ۱۲۱۲ھ میں مقام قم ان کی وفات شریف واقع ہوئی اور وہیں مدفون ہوئیں۔

کتمان شہادت

یہ خلاصہ ہے ایک خطبہ کا جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی مدظلہ العالی نے ایک جمعہ میں پڑھا اور خاکسار ایڈیٹر الحکم نے ناظرین الحکم کے لیے نوٹ کرکے اپنے طور پر لکھا

(ایڈیٹر)

قرآن شریف میں اللہ تعالے فرماتا ہے

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۚ الآیہ

گواہی کو مت چھپاؤ (کیونکہ) جو شخص گواہی کو چھپائے اُس کا دل بدکار ہو جاتا ہے۔

کتمان شہادت حقہ کا نتیجہ دل کی بدکاری سے شروع ہو کر ہلاکت تک پہونچتا ہے خدا تعالی نے ہر عقلمند انسان پر یعنی جب وہ بالغ ہو کر ہوش سنبھالتا اور امتیاز کی قوت سے حصہ لیتا ہے اور مکلف بنتا ہے دو گواہیاں فرض کی ہیں سب سے پہلی شہادت جو عظیم الشان شہادت ہے یہ ہے کہ

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

یعنی میں بڑی قوت کے ساتھ اثبات کا حق ادا کرتا ہوں کہ **خدا ایک ہے** یہ وہ شہادت ہے کہ خدا نے اس پر مہر کی اور ملائکہ اور اولو العلم بھی بول اُٹھے

اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

حقیقت میں اگر یہ شہادت پر حکمت اور بابرکت نتائج اپنے اندر نہ رکھتی تو یہ بڑا دعوی ہی

عوی ہوتا مگر اس کے نتائج نے بتا دیا ہے
کہ یہ عظیم الشان شہادت ہے جیسے گوشت
یا پانی یا ہوا یا روشنی کو جو مفید سمجھتے ہیں
وہ اسی لیے مفید کہتے ہیں کہ ان کے نتائج
مفید ہیں۔ گوشت یا روٹی کھانے کے
بعد ایک قوت آتی ہے پانی اور ہوا
زندگی کے لیے ضروری چیزیں ہیں اگر ان سے
الگ ہوں تو موت کا سامنا ہوتا ہے

اسی طرح پر

خدا تعالیٰ کی ہستی کا اقرار اور پھر اسی
واحد یگانہ لاشریک خدا کا ماننا روح
کی زندگی کے لیے ایسا ہی ضروری اور
مہتم بالشان ہے جیسے پانی اور ہوا
یا دوسری ستہ ضروریہ کی چیزیں انسان
کے جسم کے لیے۔

مگر

یقیناً یاد رکھو کہ پانی کے ہوتے ہوئے
پیاس کا نہ بجھنا ممکن غذا کے بعد ضعف
کا ہو جانا ممکن ہوا اور روشنی کے ہوتے
ہوئے مرنا یقینی ہے لیکن
خدا پر ہاں وحید و فرید خدا پر ایمان
لانے کے بعد کبھی

ہلاکت نہیں

موت اگر آتی ہے تو ان قوموں پر جنہوں
نے صفات الٰہی کا علم نہیں پایا۔ انکی
حالت پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ ان کے
اعمال اور اخلاق سے جس قسم کی تباہی کا
پتہ لگتا ہے وہ ایک زبردست شہادت
اس امر کی ہے کہ انہوں نے

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

کی شہادت حقہ کو ادا نہیں کیا۔

یہ فسق و فجور جو ہندوستان اور
یورپ اور دوسرے ملکوں میں پھیلا
ہے یہ علانیہ بدکاری اور شراب خواری
کا دریا جو بہ رہا ہے اسکی وجہ کیا ہے؟
کہ لا الٰہ الا اللہ کی شہادت مفقود
ہے۔

جیسے یہ ضروری امر ہے کہ خنزیر
کھانے والوں کے اخلاق پر بہت برا
اثر ہوتا ہے اور انہیں غیرت کم ہوتی ہے
یا مردار کھانے والے چوڑے چمار
علوم حقہ سے لازماً بے بہرہ ہوتے ہیں
اسی طرح جو شرک کی نجاست پر منہ
مارنے والے کبھی بھی اخلاق فاضلہ
اور اعمال صالحہ کی برکات سے بہرہ ور
نہیں ہو سکتے۔ خدا کی توحید کا اقرار
ایک ایسی تاثیر اپنے اندر رکھتا ہے
کہ جب وہ حقیقی طور پر انسان کی روح میں
پیدا ہوتا ہے تو تمام بری عادتوں
اور خصلتوں کو زائل کر دیتا ہے۔

عرب کی حالت پر نظر ڈالو دیکھو کہ
رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے
سے پہلے جب لات منات اور بتوں
کی پرستش ہوتی تھی اس وقت ان کے
جوہر اور صفات کیا تھے لیکن جب
ان کا منہ ان بتوں اور پتھروں سے
موڑا گیا اور واحد یگانہ خدا کے
سامنے ان سے سجدہ کرایا گیا اور
لاشریک ہستی پر انہیں ایمان دلایا
گیا تو ان کی حالت میں ایک عظیم
الشان

انقلاب پیدا ہو گیا

یہ ایک زبردست شہادت ہے میں
اسپر اس لیے زور دیتا ہوں کہ قرآن
کریم میں اسپر زور دیا گیا ہے کہ
اخلاق فاضلہ اور حسن معاملات کی
اصل جڑ خدا کی ہستی ہے جسپر
ایمان لاتا ہے جب تک لاشریک
الوہیت سمجھ میں نہ آئے اس وقت
تک ذوق اور لطف سے نیکی
نہیں کر سکتا۔ میرا ایمان یہی ہے کہ
اگر خدا تعالیٰ کی صفات پر پورا ایمان
ہو تو انسان ضرور بدیوں سے بچ
جاوے۔ چور چوری کرتا ہے صرف
اس لیے کہ وہ خدا تعالیٰ کی صفت
رازقیت پر ایمان نہیں رکھتا اگر وہ
خدا تعالیٰ کو رزاق ماننا اور اسبات پر ایمان
لاتا کہ

فِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ

خدا کا فرمان سچ ہے تو کبھی چوری نہ
کرتا جیسے ایک دولتمند کی دعوت
کی آواز سنکر یقین کر بیٹھتا ہے اگر اس
آواز کو خدا کی آواز سمجھتا تو یقیناً
سیہ کاری سے اسکو نجات اور مخلصی
مل جاتی۔

میں نے عمدہ سے عمدہ کھانے کھا کر
دیکھے ہیں اور عورت و مرد کے تعلقات
کی عجیب کیفیت کو بھی سمجھا ہے خدا
تعالیٰ نے میرے قویٰ میں مادہ رکھا
ہے کہ وہ ہر ایک فن سے ایک
کیفیت حاصل کرتے ہیں مگر میں قسم
کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اندازہ کیا ہے
کہ جو سرور اور لطف اس ایک امر
میں میں نے اٹھایا ہے کہ خدا ہے اور
وہ ایک ہے اور وہ قرآنی صفات
کا خدا ہے اس یقین کا جو لطف
آتا ہے وہ کسی کھانے کا یا جماع
میں نہیں آتا۔ جس سے یقین ہوتا ہے
اور روح ہیچ اٹھتی ہے کہ جو کچھ عیاش
کرتے ہیں اور فسق و فجور میں مزہ
لیتے ہیں وہ خدا کے ماننے کی
لذت سے بے بہرہ ہیں کون دانشمند
ہوگا جو پلاؤ کے مقابل میں ایک
جلی ہوئی جو کی روٹی کو پسند کرے؟
کوئی بھی نہیں اسی طرح پر یہ برے
فسق و فجور کے مزے ہیں انسان کو
ہلاک کر دیتے ہیں اور اگر یہ انکو نہیں
چھوڑتا تو وہ خود اسکو چھوڑ جاتے
ہیں مگر خدا تعالیٰ کی محبت میں وہ
قوت اور طاقت ہے کہ بڑھاپے
میں بھی جوان رعنا بنا دیتی ہے۔

الغرض

یہ شہادت نہایت ہی قوی ہے۔
ہم دیکھتے ہیں جس قسم کی زیادتیاں
انسانوں کے حقوق میں ہو رہی ہیں
اس کی وجہ کیا ہے؟ صرف یہی کہ

خدا پر ایمان نہیں

میں نے شروع میں کہا تھا کہ انسان پر
دو گواہیاں فرض ہیں ایک یہ کہ
پکار اٹھے کہ ایک ہی خدا ہے
دوسری گواہی یہ ہے کہ اگر کسی
ہمجنس سے کوئی گواہی دینی پڑے
تو اسے نہ چھپائے۔ خدا تعالیٰ نے

اپنے لیے بھی اور انسانوں کے واسطے بھی شہادت کا نقطہ رکھا ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کارخانہ عالم کے دو ہی ستون ہیں ۔ ایک یہ کہ خدا ہے اور وہ ایک ہے دوسرے ہمجنسوں کے حقوق ۔ دوسرے الفاظ میں اس کو

حقوق اللہ اور حق العباد

کہتے ہیں ۔ جیسے غرک الٰہی سے زمین و آسمان پھٹ پڑتے اور پہاڑ چور ہو جاتے ہیں اسی طرح جب حقوق بنی آدم کو ضائع کیا جاتا ہے ۔ ظلم ۔ طغیان ۔ عصیان بڑھتا ہے تو تختہ پلٹ جاتا ہے یہود پر جو تباہی اور مصیبت آئی اس کے بہت سے وجوہ میں سے ایک یہ بھی تھا کہ منکر پر انکار چھٹ گیا تھا جس سے رفتہ رفتہ ان کے دل سیاہ ہو گئے اور آخر برص کی طرح وہ داغ بڑھا جس نے ان کو ہلاک کر دیا ۔

الغرض

یہ بڑی ضروری بات ہے کہ انسان شہادت حقہ کو ہرگز نہ چھپائے ۔ مگر اس زمانہ پر سخت افسوس ہے کہ لوگوں نے اس کیفیت کو نہیں سمجھا آہ مار کر کہنا پڑتا ہے کہ گویا انہوں نے خدا کو ہی نہیں سمجھا ۔ خدا کو ماننا کیا تھا ؟ یہی کہ اس کی مخلوق کے حقوق کو تلف ہونے سے بچائے ۔ مگر آج ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کسی کو چار پیسے دیے جاویں تو وہ جھوٹی گواہی دینے کے واسطے طیار ہو جاوے گا ۔ سیالکوٹ میں دیکھا ہے کہ ایک مقدمہ میں جس کا وقوعہ سیالکوٹ کا تھا حیدر آباد دکن اور سورت اور آگرہ اور الہ آباد سے گواہ منگوائے گئے جنہوں نے اپنے خیال میں دوستی کا حق ادا کیا اور کچھ کرایہ لے کر چلے گئے افسوس اور سخت افسوس ہے کہ جھوٹے کے لیے ایمان فروشی کی جاتی ہے اور سچی گواہی سے جس کا بدلہ خدا کی ذات ہے انکار کیا جاتا ہے

میرے دوستو !

نبیوں کے حالات پر غور کرو ۔ اس پاک ذات کو اور اس کے ماننے والوں پر درندوں کی طرح حملہ کیا گیا بات کیا تھی یہی کہ انہوں نے سچی شہادت دی تھی ۔ میں سچی شہادت کو جو چھپاتا ہے وہ پنچ دل کو سیہ کار بناتا ہے ۔ یہاں جسم کا معاملہ نہیں کہ جس کی انتہا ہو جائیگی ۔ دل اگر بیمار ہے تو اس کے لیے واویلا ہے کیونکہ اس کی انتہا قبر تک ہی نہیں ہے اس زمانہ کی سچی شہادت ادا کرنے والے کی بھی ایک نظیر تمہارے پاس موجود ہے ۔ ایک شخص تم میں سے ہی اٹھا اور اس نے کس زور و شور کے ساتھ اس شہادت حقہ کا اظہار کیا جو اس کے پاس تھی کہ مسیح ابن مریم مر گیا اور آنیوالا مسیح میں ہوں ۔ اس پر جو شور قیامت برپا ہوا ہے وہ تم سے مخفی نہیں اگر وہ یہ نہ کہتا تو یقیناً آج اس کی مخالفت کرنے والے بھی اس کے غلام ہوتے مگر اسکو ذرہ بھی پروا نہ ہوئی ۔ حق ادا کر دیا ۔ میں خود دہلی میں موجود تھا جب ایک مولوی نے دہلی کے علما کی طرف سے وکیل ہو کر کہا کہ مثیل مسیح کا دعویٰ چھوڑ دیں میں علمائے دہلی کی طرف سے دستخط کرائے دیتا ہوں مگر خدا کے مسیح نے کہا کہ یہ خدا کا فضل اور امر ہے میں اسکو نہیں چھوڑ سکتا خواہ ساری دنیا مخالف ہو جاوے

پس

اس زندہ نظیر کو دیکھو اور اس سے سبق حاصل کرو کبھی اخفائے حق کی کوشش نہ کرو ۔ اس سے دل سیاہ ہو جاتا ہے شہادت حقہ کے ادا کرنے میں مردمیدان بنو اور دنیا کی کسی عزت اور رنج و جبر کی پروا نہ کرو ۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم کتمان شہادت حقہ کے ملزم نہ ہوں کیونکہ ساری توفیق اسی کے ہاتھ میں ہے وھو نعم المولیٰ و نعم النصیر ۔

المـــــین

کتاب عسل مصفیٰ اسم بامسمّیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی نبیہ الکریم

امابعد کتاب عسل مصفیٰ خاکسار کی حالت مرض عنب خالصہ میں پہونچی ۔ اکثر ابواب و فصول اس کے بعد افاقہ کے مطالعہ کیے گئے ۔ جسقدر مسائل سلسلہ احمدیہ مندرجہ آیت وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ سے تعلق رکھتے ہیں ان سب کی تحقیقات عجیب و دلائل قویہ اور براہین سینہ کے ساتھ بہ ترتیب عجیب و غریب کی گئی ہے جو طالب حق کے لیے ثبوت وفات مسیح اور اثبات دعاوی مسیح موعود میں کچھ شک و شبہ باقی نہیں رہتا اور علاوہ اس کے حضرت خاتم النبیین و سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت کے اثبات کے لیے ایسے ایسے شواہد اس کتاب میں مندرج کیے گئے ہیں کہ مخالفین اسلام کو بھی بشرط طلب حق کے بجز تصدیق رسالت کے چارہ نہیں ہے کیونکہ جب پیشین گوئیاں خواہ مندرجہ قرآن مجید ہوں یا احادیث یا مندرج عہد عتیق اور عہد جدید ہوں جبکہ ان کا وقوع اس قرن میں ایسا ثابت کیا جاوے کہ ہر کوئی ان کا مشاہدہ کر لیوے تو پھر امر مشاہد کا انکار کوئی کیونکر کر سکتا ہے فاضل مصنف نے اس کتاب میں صدہا پیشین گوئیاں مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم کی اس طرح پر معہ شرح درج فرمائی ہیں کہ ناظرین کو ان کے وقوع کا مشاہدہ کرا دیا ہے و للہ در المصنف مسیح موعود کے زمانہ کا سنہ مع تاریخ کے چودہویں صدی میں ثابت کر دیا ہے جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء ترتیب ابواب و فصول ایسی عمدہ ہے جیسا کہ اشکال اقلیدس کی ترتیب ہوتی ہے جس سے مخالفین اندرونی کے لیے اس ترتیب کے ساتھ بجز قبول کے

چارہ نہیں ہے۔

باب اوّل

میں تقدیم کتاب اللہ کے سائر ادلہ شرعیہ پر بیان کی ہے اگرچہ یہ مسئلہ تقدیم کتاب اللہ کا باجماع اہل اسلام مسلم ہے لیکن ابنا ر زمان نے اس مسئلہ کو پس پشت ڈال دیا تھا لہذا فاضل مصنف نے ابنائے زمان کی تنبیہ کے واسطے اس مسئلہ کو بھی ادلہ مسلمہ فریقین سے ثابت کیا ہے کہ اب بجز قبول کے چارہ نہیں رہا۔

باب دوم

جو حدیث کے واجب العمل ہونے میں لکھا ہے ایک عجیب وغریب بیان ہے معہذا عرض سنت علی الکتاب کا مسئلہ جو ابنا ر زمان پر مخفی تھا اس کو بھی عمدہ طور سے بدلائل کتاب وسنت مبرہن کیا ہے جس سے صدہا نزاع واقعہ بین المسلمین کا جو متعلق احادیث ہیں فیصلہ ہوا جاتا ہے۔

باب سوم

تفاسیر قرآنی کے بیان میں ہے اس باب میں قبول وعدم قبول تفاسیر کے لیے عجیب وغریب اصول ممہد کیے ہیں جن کے مرعی رکھنے سے صدہا دو اغلاط دفع ہو جاتے ہیں جنکو ابنا ر زمان نے قرآنی تعلیم سمجھ رکھا ہے جزاہ اللہ خیر الجزاء

باب چہارم

بشارات محمدیہ وعیسویہ جو آسمانی والہامی کتابوں میں مندرج ہیں تحریر کر کر یہ دکھلایا ہے کہ جبکہ یہ جملہ بشارات اور پیشگوئیاں استعارات ومجاز وتشبیہ وغیرہ پر مشتمل ہیں معہذا ابتدائے اسلام سے لیکر آج تک تمام اہل اسلام اُنکو استعارہ اور مجاز کے ساتھ تسلیم کرتے چلے آئے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ مسیح موعود کی پیشگوئیوں میں استعارہ اور مجاز نہ مانا جاوے کہ اس صورت میں تو اہلکتاب یہود ونصاریٰ کی بھی انکار رسالت آنحضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم میں معذور قرار دیے جاویں گے ونعوذ باللہ منہ بلکہ تمام ابواب رویا ومکاشفات کے جنہیں استعارہ اور مجاز نہ اکثر ہوا کرتا ہے مسدود ہو جاوینگے وھو خلاف ما اجمع علیہ جمیع اہل الکتاب

باب پنجم

میں مجددین ماسبق کی تفصیل مشرح طور پر بیان کی ہے اور حدیث ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ کی ایک شرح عجیب وغریب بیان کر کر ناظرین کو اسطرف متوجہ کیا ہے کہ کیا وجہ ہے جو صدی چہار دہم باوجود کثرت فتن اور حدوث شرور کثیرہ کے مجدد سے خالی جاوے حالانکہ دین اسلام کیلئے بسبب کثرت فتن عظیم کے اس صدی میں ایک عظیم الشان مجدد کی سخت ضرورت واقع ہے۔

فراموشت شد ای قوم احادیث رسول اللہ
کہ نزد ہر صدی یک مصلح امت شود پیدا

باب ششم

محدث کے بیان میں ہے اس باب میں دلائل عقلیہ ونقلیہ سے ثابت کیا ہے کہ اس امت مرحومہ میں واسطے اظہار ان حقائق قرآنیہ اور لطائف فرقانیہ کے جنکی اسلام کو ہر قرن میں ایک خاص ضرورت واقع ہوا کرتی ہے محدث اور ملہم کا ہونا بھی ضروریات سے ہے جس کے ظہور سے باغ اسلام تروتازہ رہ کر ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء وتؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا کا مصداق بنا رہے۔

باب ہفتم

میں علاوہ احادیث کے مسیح موعود کے لیے اشارات لطیفہ قرآن مجید سے استنباط کیے ہیں جن کے مطالعہ سے ناظرین منصفین کو نہایت لذت روحانی حاصل ہوتی ہے وللہ در المؤلف الفاضل

باب ہشتم

میں مسیح کا وفات پایا جانا ایسا بیان کیا ہے کہ گویا مشاہدہ کرا دیا ہے اور تمام مسائل متعلقہ وفات ونزول وغیرہ اس شرح اور لبسط سے بیان کیے ہیں جو اور کسی کتاب میں اس شرح سے یکجائی تحریر نہیں کیے گئے۔ اس باب میں طویل الذیل ہیں فہرست فصول کی اول کتاب میں درج ہے ناظرین اسکو ملاحظہ فرماویں۔ یہ باب اسقدر طویل الذیل اور کثیر الابحاث ہے کہ صفحہ ۹۴ سے شروع ہو کر صفحہ ۱۴۵ پر ختم ہوا ہے مگر کاتب نے تحریر نمبر فصول وابواب میں کسیقدر سجگہ پر اور دوسرے مقام پر بھی کسیقدر نمبروں میں غلطی کی ہے جسکو ناظرین صحیح کر سکتے ہیں

باب نہم

میں بدلائل عقلیہ ونقلیہ بیان کیا ہے کہ مراد ابن مریم سے حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد صاحب ہیں اور ایسے دلائل سے اس مسئلہ کا ثبوت دیا ہے کہ مسلم فریقین ہیں۔ اور ۲۲ وجوہ موجبہ ایسے لکھے ہیں جن سے حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مناسبت اور مشابہت تامہ ہے پھر کیا وجہ کہ اُن کو ابن مریم نہ کہا جاوے

باب دہم

میں اماماکم منکم کی ایک شرح عجیب وغریب کی گئی ہے اور حضرت اقدس مرزا صاحب کا بنی اسحق سے ہونا ثابت کر کر یہ دکھلایا ہے کہ وہ کامل مجددیت جو مہدویت اور مسیحیت کی جامع ہو اور دونوں شانیں اپنے اندر جمع رکھتی ہو قریش سے منتقل ہو کر اب بنی اسحق میں آگئی ہے جس کے مصداق حضرت مرزا صاحب ہیں جیسا کہ نبوت اور رسالت بنی اسرائیل سے منتقل ہو کر حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں جو بنی اسمٰعیل سے ہیں جلوہ گر ہوئی تھی ہاں فرق اسقدر ہے کہ وہاں پر ختم نبوت ورسالت تھا اور یہاں پر ختم ولایت ہے۔ اس باب میں فاضل مؤلف نے ایسے دلائل لطیفہ درج کیے ہیں

جسنے ایمانی قوت ترقی پذیر ہوتی ہے اور وہ تمام توہمات جو اخبار زمان مہدی مسعود اور مسیح موعود کے بارہ میں رکھتے ہیں دور ہو جاتے ہیں۔

اس باب میں وجوب بیعت امام الزمان کا مسئلہ بھی بخوبی حل کر دیا گیا ہے جس سے فریقین سنی و شیعہ کو بجز قبول کے کوئی چارہ نظر نہیں آتا۔

باب یازدہم

باب خاتمۃ الابواب ہے اور ۲۲ فصول پر مشتمل ہے جو بہت ہی کثیر الابحاث ہے صفحہ ۱۹۴ سے شروع ہو کر صفحہ ۵۱۸ پر ختم ہوا ہے میرے خیال میں وہ ہدایات اور ابحاث اس باب میں مندرج ہیں جنکو دلالات موصلہ الی المطلوب کہا جا سکتا ہے جو صاحب اس باب کو بنظر انصاف و امعان نظر مطالعہ فرما دینگے وہ بالضرور منزل مقصود کو پہونچکر خاکسار کے یہ شعر مندرجہ سر لوح اعلام الناس اول حصہ پڑھنے لگیں گے۔

الیس اللہ بکاف عبدہ مرزا غلام احمد
مسیح وقت و مہدی ہم مجدد بر سر ایں صد
سلامی از رسول اللہ بر تو ای مسیحا ہم
شدہ حاضر رسانم تا شود حاصل تمنا ہم
منور کن دلم را با الہی از کتاب اللہ
بفیض آں امام قادیانی عارف و آگاہ

خاتمہ بالخیر

بس جو تجدید علماء زمان نے کیا ہے وہ کیسا بر محل و بر وقت ہوا ہے کہ بعد ملاحظہ وجوہ مندرجہ کتاب کے ہر ایک شخص جو صدق و راستی کی طالب ہوگی خود بخود ان پر تسلیم کا سر خم کر کر دو شیعہ جیسے مولوی محمد حسین بٹالوی وغیرہ کی بھی آنکھیں کھل جائیں گی جو آخر میں تیج ہیں ورنہ تجاہل کا ورد کریگی۔ خاکسار ہر ایک اپنی وجہت کتنے ہی برس سے اپنے تئیں کیا کیا ہوگا کہ اس کتاب کو خود بھی ہمیشہ ملاحظہ فرمائیں گے اور پھر دوسروں کو پڑھنے کی ترغیب دیں۔ (سید محمد احسن امروہوی)

اہل سائنس کی بلند پروازی

بُت کریں آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

اگرچہ علم برق ابھی ابتدائی حالت میں ہے حتی کہ ابتک یہ بھی تحقیق نہیں ہوا کہ بجلی کیا چیز ہے لیکن حضرت انسان کی بلند پروازی اور اُس کے خیال کی پہنچ دیکھنی چاہیے کہ آپ کہاں تک منصوبے بنائے بیٹھے ہیں۔ بس خدائی دعوی کرنے میں کچھ یونہی سی کسر باقی ہے۔

نکولا ٹسلا امریکن ماہر علم برق کے نام سے ناظرین واقف ہیں یہ شخص جسکی عمر ۴۴ سال کی ہے ہنگری کا باشندہ ہے۔ اوائل میں وہ محکمہ ٹیلیفون ہنگری میں انجنیر رہا۔ کچھ دن پیرس میں بجلی کی روشنی کا اہتمام کرتا رہا۔ ۱۸۸۴ء سے نیویارک میں مسٹر ایڈیسن (موجد فونوگراف وغیرہ) کے کارخانہ میں ملازم رہا اور چند روز کے بعد اُس نے علم برق میں وہ کمال بہم پہنچایا کہ اب اُس کی شہرت ایڈیسن سے کچھ کم نہیں بلکہ زیادہ ہے۔ حال میں ایک رپورٹر اخبار نے نکولا ٹسلا سے ملاقات کی۔ دوران گفتگو میں اُس نے بیان کیا کہ وہ زمانہ بہت دور نہیں ہے کہ سمندر کے پار بغیر تار برقی پیام رسانی نہایت ہی کم خرچ پر ہوا کریگی اور اُس نے یہ بھی دعوی کیا کہ میں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ اب بلا کسی شبہ کے عملی طور پر ممکن ہے کہ ہم بجلی کو اتنی دور بھیج سکیں کہ آسمان کے قریبی ہمسایوں یعنی عطارد اور مریخ وغیرہ

سیارونکے باشندوں سے بات چیت

کر سکیں۔ وہ کہتا ہے کہ اس میں تو مطلق شبہ نہیں کہ ہم سیاروں تک پیغام بھیج سکتے ہیں اور یہ امر ممکنات سے ہے (اگرچہ یقینی نہیں) کہ وہ ہمیں جواب دیں۔ وہ کہتا ہے کہ آئندہ زمانہ میں انجنیروں کا سب سے بڑا کام یہ ہوگا کہ بجلی کی طاقت ایک مقام سے دوسرے مقام کو منتقل کیا کریں۔ دریاؤں کی آبشاروں میں بجلی کی طاقت کا غیر محدود خزانہ ہے اور یہ طاقت دنیا کے ہر حصہ میں انسان کی خدمت کے لیے منتقل ہو سکتی ہے بغیر کسی تار کے۔ بعض خوش قسمت ملکوں کے لیے جو آبشاروں کے مالک ہیں

آمدنی کا ایک نیا ذریعہ

نکل آئے گا۔ مثلاً امریکہ۔ کینیڈا۔ جنوبی و وسطی امریکہ۔ سوئٹزرلینڈ سویڈن اور ہندوستان جہاں بڑے بڑے آبشار واقع ہیں جس وقت یہ کام جاری ہو گیا انسان زمین کے ہر حصہ میں یکساں مستفید ہو سکیں گے۔ بنجر زمینوں کو سرسبز و شاداب کرنا اور کنوؤں اور چشموں کے پانی سے آبپاشی کرنا بہت ہی آسان ہو جائے گا۔ کیونکہ بجلی کی طاقت سے کلیں بہت تھوڑے خرچ میں چلیں گی۔ ویران اور بیابان صحرا تختۂ گلزار بنجائیں گے اور انسانی زندگی پر زیادہ پر لطف ہوگی۔

نکولا ٹسلا کا ایک اور بھی منصوبہ ہے کہ پانی اور سٹیم اور بجلی کی طرح

شعاع آفتاب سے خدمت

لی جائے۔ وہ بغیر ایندھن کے حرارت بہم پہونچانے کی تدبیر سوچ رہا ہے وہ شعاع آفتاب پر قبضہ کرنا چاہتا ہے کہ انسان کے لیے ایک اور عنصری خدمتگار ہاتھ آجائے کہ اُس کا حکم مانے اور مرضی کے موافق کام دے۔ وہ بہت بڑے بڑے آتشی شیشوں سے شعاع شمس کی حرارت ایک نقطہ پر مجتمع کرنا چاہتا ہے۔ جس وقت حرارت شمس کا بڑا ذخیرہ حاصل ہونے لگا تو بجلی کی طرح جس کا جہاں دل چاہے منتقل کرنا آسان ہوگا اور دنیا میں کوئلہ اور لکڑی کا خرچ نہ ہوگا۔

ٹسلا کہتا ہے کہ اس طرح سے بجلی ایسی سستی ہو جائیگی کہ غریب سے غریب کارخانہ دار برائے نام خرچ پر جو سٹیم سے بہت ہی کم ہوگا استعمال کرے۔ تمام ریلیں اور جہاز بجلی کی طاقت سے چلیں گے اور غریب سے غریب آدمی بجلی پیدا کرنے کے نئے طریقہ سے مستفید ہوگا کیونکہ کہانا پکانے۔ روشنی

دینے اور حرارت بہم پہونچانے کا تمام کام بجلی سے لیا جائے گا جس کی قیمت کوئلہ لکڑی اور مٹی کے تیل سے بھی کم پڑے گی ۔ لیکن تمام مذکورہ بالا دعوی محض بے حقیقت اور بے نمود نظر آتے ہیں ۔ ٹسلا کے اس خواب کے سامنے کروہ بے شمار نئی دنیاؤں کا خفا سے ظہور میں لاتا اور ان کا فنا کرتا قوت بشری کی دسترس کے حیطۂ امکان میں خیال کرتا ہے ۔

لارڈ کیلون کی تھیوری پر ٹسلا نے اپنے خیال کی بنیاد قائم کی ہے ۔ اور

اجرام فلکی پیدا کرنا

وہ انسان کے لیے ناممکن نہیں بتلاتا لارڈ کیلون کی تھیوری یہ ہے کہ تمام مادے کی اصلیت ایتھر ہے جو ہوا سے بہر چند زیادہ لطیف اور نظر آنے والی شے ہے ۔ ایتھر تمام غیر محدود خلا میں پھیلا ہوا ہے ۔ دوسری چیزوں اور ایتھر کے ذروں میں صرف اتنا فرق ہے کہ وہ ہروقت گردش میں رہتی ہیں اور ایتھر کے ذرے ساکن رہتے ہیں ۔ پس تمام مادہ کیا ہے ؟ متحرک ایتھر ہے ۔ حرکت کرنے سے ایتھر کثیف ہو جاتا ہے اور آخر بڑے بڑے اجرام فلکی اور پانی ہوا اور مٹی اور معدنیات وغیرہ اسی سے بنتے ہیں مادہ کی تمام مختلف شکلیں محض ایتھر کی بدلی ہوئی صورتیں ہیں جس وقت مادے کے ذروں کی حرکت بند ہوجائیگی تو ہر ایک چیز پھر اپنی اصلی حالت پر آکر ایتھر بن جائے گی اور نظر سے غائب ہو جائے گی ۔ پس اگر دنیا میں کسی شے کے ذروں کی حرکت غایت درجہ سردی سے بند کر دیجائے تو وہ ایتھر کی شکل میں منتقل ہو کر نظر سے مخفی ہو جائے گی اور بخلاف اس کے کسی اور طاقت کے ذریعہ ایتھر کو متحرک کیا جائے تو مادہ ظہور میں آئے گا یعنی بجلی یا حرارت کا کافی ذخیرہ انسان کے قبضہ میں ہو تو وہ ایتھر سے جسقدر چاہے اجرام فلکی ظہور میں لا سکتا ہے اور جب دل میں آئے مٹی کے کھلونے کی طرح توڑ پھوڑ کر نظر سے غائب کر سکتا ہے ٹسلا نے کہا کہ یہ خیال اگرچہ نہایت ہی حیرت انگیز ہے لیکن اہل سائنس کے نزدیک مادہ کے غیر فانی ہونے کے اصول کے خلاف نہیں ہے اور سائنٹیفک ممکنات میں سے سمجھا جاتا ہے ۔ یہ بات ذہن میں لانے کے لیے تخیل سے زیادہ کام لینے کی ضرورت نہیں ہے کہ آفتاب کی حرارت پر قبضہ کرنے کے بعد عالموں کا ظہور میں آنا اور فنا ہونا شاید انسان کی دست اندازی کے بغیر خود بخود ہوا کرے ۔ اگر آدمی ایسا کرسکا تو اس کی طاقتیں فرشتوں کی سی ہونگی کیونکہ وہ ہر ایک قسم اور مقدار کا مادہ پردۂ خفا سے ظہور میں لا سکے گا اور ہر ایک نظر میں آنے والی شے کو اسکی اصلی حالت میں منتقل کر سکے گا اس نے کہا کہ یہ انسان کی سب سے بڑی کامیابی ہو گی ۔

اگر بالفرض محال مان بھی لیں کہ مسٹر ٹسلا کے واہمہ نے جہاں تک خیال دوڑایا ہے سب کچھ عملی صورت اختیار کرلے تو بھی انسان ایسا ہی محتاج اور عاجز ہوگا جیسا کہ اب ہے کیونکہ وہ ایک ذرہ کی تخلیق پر قادر نہیں ہے ۔ البتہ وہ خدا کے بنائے ہوئے مادہ کی شکل بدل سکتا ہے یا نیکو گیس اور گیس کو پانی بنا سکتا ہے ممکن ہے کہ وہ ایتھر کو مادہ کی شکل میں منتقل کرے اور شائد خدا اس سے بھی زیادہ قدرت کے راز اپنے بندوں پر کھولدے لیکن یہ کالے سر والا اپنی ہستی کو نہ بھول جائے اسی میں اس کی خیر ہے ۔ پہلے سب کچھ ہو چکا ہے ۔ حکما یونان کو طلسمات اور نیرنجات میں کہاں تک دخل تھا پرانی روایتوں سے پتہ لگتا ہے جنپر اب کوئی یقین نہیں کرتا ۔ ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو کہ وہ ایتھر کو حرکت دیکر حسب دلخواہ مکانات اور باغات بنا لیتے ہوں اور چشم زدن میں مٹا دیتے ہوں لیکن ان حکیموں کا اب کہیں نام ونشان بھی نہیں ہے اسیکو دات کہو

بے اختیار یونہیں ہے یہ آدمی کا دل
کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

مختلف واقعات

مذہبی جنگ ۔ سرحدی علاقہ تیراہ میں اورکزئیوں کے شیعہ اور سنی فرقوں میں ۲۰ تاریخ کو ایک معرکہ ہوا جس میں پینتیس آدمی کام آئے ۔

افسوس ہے اٹلی کے شہر نیپلز میں بھی طاعون پھوٹ پڑا ہے وکاتی کے گھاٹ پر بارہ کیس ہوئے ۔

شاہی ملاقات سرعنقریب مہاراجہ پٹیالہ جو دیسی ہوئے مارکٹ ہاربر میں لارڈ ڈیفرن صاحب سے ملاقات کی ۔ اور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کے ساتھ ملاقات کی جو نہایت تپاک سے پیش آئے ۔

افریقہ کی نسبت امریکن پولیسی مسٹر روزولٹ پریسیڈنٹ امریکہ نے بیان کیا کہ معاملات بوئر سے بالکل الگ تھلگ رہیں گے ۔ اور کسی بوئر سفارت کے ساتھ سرکاری طور پر ملاقات نہیں کی جائے گی

شہنشاہ روس کا ہمشکل ۔ ایک روسی کونٹ بعینہ شہنشاہ روس کا ہمشکل ہے ۔

بالوں کی آرایش ۔ یونانی عورتیں ایک سو سینتیس قسم کے بال گوندھا کرتی ہیں

جاپان میں مسلمان ۔ جاپان میں صرف ایک ہی مسلمان طالب العلم اسوقت تک موجود ہے ۔ ابھی ایک مسلمان لیکچرار میں علاوہ دیگر کئی باتوں کے ایک یہ ہے کہ گورنمنٹ ہند نے حکم دیا ہے کہ ہندوستان کا کوئی طالب علم جاپان کے کسی کالج یا یونیورسٹی میں اسوقت تک داخل ہو سکے جب تک کہ اس کے پاس کسی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا ایسا سارٹیفکٹ موجود نہو جس پر برٹش کونسل کی تصدیق ہونی ضروری ہے ۔ پس جاپان جانیوالے طلبا کو قبل روانگی اس سند کا بہم پہنچانا ضروری ہے ۔

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز گریزون میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹر دن نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھتی ہے اور عینک کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہو مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ے۔ خاص ممیرانی ماشہ عہ روپیہ مصری سرمہ فی تولہ عہ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں (ترکیب استعمال) سرمہ بغرض حفاظت وتقویت بینائی صرف ایک دن میں استعمال کرنا چاہیے کھانے پینے میں کسی قسم کا پرہیز نہیں۔ برائے دفع امراض چشم دن میں دو دفعہ استعمال کرنا چاہیے ہر ایک قسم کی نفخ دینے والی اشیاء اور گرم مصالحہ جات اور اشیاء ترش سے پرہیز لازمی ہے جہانتک ہو سکے دوائی مذکور کو ہوا سے محفوظ رکھنا چاہیے ترکیب استعمال ممیرہ بحساب ایک رتی خالص ممیرہ دو تولہ مصری یا ہر قسم کے سرمہ میں حل کرکے دن میں دو مرتبہ استعمال کریں (نوٹ) اگر مصری سرمہ دستیاب نہ ہو سکے تو اس کارخانہ سے بحساب عہ تولہ منگوا سکتے ہیں (پرہیز) ترش گرم اور نفخی اشیاء سے پرہیز لازمی ہے نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچو

المشتہر

پروفیسر میاں سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے)

حضرت اقدس مسیح موعود کا مبارک خط

مشفقی مہربان صاحب۔ اور جب کچھ عرصہ گذرتا ہے۔ کہ آپ سے ایک تولہ سرمہ منگوایا تھا وہ ضرورت سے خرچ ہوا۔ لوگوں نے فائدہ بیان کیا اب میرے گھر میں چند عوارض یعنی کدورت نظر وپانی جانے کی وجہ سے ضرورت ہے شاید اس سرمہ سے فائدہ ہو۔ یہ پہلا موقع ہے کہ میں اپنی ذاتی غرض کے لئے سرمہ طلب کرتا ہوں۔ آپ براہ مہربانی ایک تولہ سرمہ ذریعہ ویلیوپی ایبل ارسال فرما دیں۔

راقم

مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

بعد تسلیم واضح ہو کہ میں نے جناب سے جو سفید ممیرہ منگوایا تھا استعمال سے بہت ہی مفید پایا مجھی آدمیوں کے چہرے دور ہو گئے خود مجھکو پڑوال پیدا ہوتے تھے۔ وہ سرمہ کے استعمال سے جاتے رہے۔ اور کار، بیان وآنکھ کا ڈھیلہ بالکل خراب ہو گیا تھا وہ بھی درست ہوتا جاتا ہے میں دور کے آدمی کو پہچان نہیں سکتا تھا اب دور کی چیز اچھی طرح سے دیکھ سکتا ہوں۔ اور اخبار بھی پڑھ سکتا ہوں ایک تولہ سفید سرمہ ممیرہ کا بذریعہ قیمت طلب پارسل اور بھیج دیں۔ ۲ ر مارچ ۱۹۰۵ء

راقم ڈاکٹر ہیرا رام پنشنر مقام بالاکوٹ ضلع ہزارہ تحصیل مانسہرہ

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے پنجاب بنک میں اسی مطلب کے لئے ۱ مارچ ۱۹۰۵ء میں جمع کیا گیا ہے

(اشتہار۔ پیراندہ۔ ازار بند سیج بند وغیرہ ریشمی تشنج ... شیخ فضل الٰہی ... ضلع گورداسپور سے طلب کریں ...)

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپا)

ہے اور خدا تعالیٰ اس سے ان کی جانون اور مالوں یا اور عزیز ترین اشیاء کی قربانی چاہتا ہے حالانکہ وہ اشیاء انکی اپنی بھی نہیں ہوتی ہیں۔ لیکن پھر بھی وہ مضائقہ کرتے ہیں۔ ابتداً بعض صحابہ کو اس قسم کا ابتلا پیش آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مسجد کے واسطے زمین کی ضرورت تھی ایک شخص سے زمین مانگی تو اس نے کچھ عذر کر کے بتا دیا کہ میں زمین نہیں دے سکتا۔ اب وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ پر ایمان لایا تھا اور اللہ اور اس کے رسول کو سب پر مقدم کرنے کا عہد اس نے کیا تھا لیکن جب آزمایش اور امتحان کا وقت آیا تو اس کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ گو آخر کار اس نے وہ قطعہ دیدیا۔ تو بات اصل میں یہی ہے کہ کوئی امر محض بات سے نہیں ہو سکتا جب تک عمل اس کے ساتھ نہ ہو اور عملی طور پر صحیح ثابت نہیں ہوتا۔

جبتک امتحان ساتھ نہ ہو

ہمارے ہاتھ پر بیعت تو یہی کی جاتی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کروں گا اور ایک شخص کو جسے خدا نے اپنا مامور کر کے دنیا میں بھیجا ہے اور جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نائب ہے جس کا نام حَکَم اور عدل رکھا گیا ہے۔) اپنا امام سمجھوں گا اس کے فیصلے پر ٹھنڈے دل اور انشراح قلب کے ساتھ رضامند ہو جاؤں گا لیکن اگر کوئی شخص یہ عہد اور اقرار کرنے کے بعد بھی ہمارے کسی فیصلہ پر خوشی کے ساتھ رضامند نہیں ہوتا بلکہ اپنے سینہ میں کوئی رک اور تنگی پاتا ہے تو یقیناً کہنا پڑے گا کہ اس نے پورا تبتل حاصل نہیں کیا اور وہ اس اعلےٰ مقام پر نہیں پہونچا جو تبتل کا مقام کہلاتا ہے بلکہ اس کی راہ میں ہوائے نفس اور دنیوی تعلقات کی روکیں اور زنجیریں باقی ہیں۔ اور ان حجابوں سے وہ باہر نہیں نکلا۔ جنگو پھاڑ کر انسان اس درجہ کو حاصل کرتا ہے جب تک وہ دنیا کے درخت سے کاٹا جا کر الوہیت کی شاخ کے ساتھ ایک پیوند حاصل نہیں کرتا اسکی سرسبزی اور شادابی محال ہے۔

دیکھو جب ایک درخت کی شاخ اسے کاٹ دیجاوے تو وہ پھل پھول نہیں دے سکتی خواہ اسے پانی کے اندر ہی کیوں نہ رکھو اور ان تمام اسباب کو جو پہلی صورت میں اس کے لئے مایہ حیات تھے استعمال کرو لیکن وہ کبھی بھی بار آور نہ ہوگی اسی طرح جب تک ایک صادق کے ساتھ انسان کا پیوند قائم نہیں ہوتا وہ روحانیت کو جذب کرنے کی قوت نہیں پا سکتا جیسے وہ شاخ تنہا اور الگ ہو کر پانی سے سرسبز نہیں ہوتی اسیطرح یہ بے تعلق اور الگ ہو کر بار آور نہیں ہو سکتا۔

پس

انسان کو متبتل ہونے کے لئے ایک قطع کی ضرورت بھی ہے اور ایک پیوند کی بھی۔

خدا کے ساتھ اسے پیوند کرنا اور دنیا اور اس کے تمام تعلقات اور جذبات سے الگ بھی ہونا پڑے گا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ بالکل دنیا سے الگ رہ کر یہ تعلق اور پیوند حاصل کرے گا۔ نہیں بلکہ دنیا میں رہ کر پھر اس سے الگ رہے یہی تو مردانگی اور شجاعت ہے اور الگ ہونے سے مراد یہ کہ دنیا کی تحریکیں اور جذبات اس کو اپنا زیر اثر نہ کر لیں اور وہ ان کو مقدم نہ کرے۔

بلکہ خدا کو مقدم کرے

دنیا کی کوئی تحریک اور روک اس کی راہ میں نہ آوے اور اپنی طرف اسکو جذب نہ کر سکے۔

میں نے ابھی کہا ہے کہ دنیا میں بہت سی روکیں انسان کے لئے ہیں۔ ایک جورو یا بیوی بھی بہت کچھ رہزن ہو سکتی ہے خدا نے اسکا نمونہ بھی پیش کیا ہے خدا نے ایک ہی کی تعلیم دی تھی اس کا اثر پہلے عورت پر ہوا پھر آدم پر ہوا

غرض

تبتل کیا ہے؟ خدا کی طرف انقطاع کر کے دوسرونکو محض مردہ سمجھ لینا

بہت سے لوگ ہیں جو ہماری باتوں کو صحیح سمجھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ بجا اور درست ہے مگر جب ان سے کہا جاوے کہ پھر تم اس کو قبول کیوں نہیں کرتے تو وہ یہی کہیں گے کہ لوگ ہم کو برا کہتے ہیں۔ پس یہ خیال کہ لوگ اس کو برا کہتے ہیں یہی ایک رگ ہے جو خدا سے قطع کراتی ہے۔ کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کا خوف دل میں ہو۔ اور اسکی عظمت اور جبروت کی حکومت کے ماتحت انسان ہو۔ پھر اس کو کسی دوسرے کی پروا کیا ہو سکتی ہے کہ وہ کیا کہتا ہے کیا نہیں؟

ابھی اس کے دل میں لوگوں کی حکومت ہے نہ خدا کی۔ جب یہ مشرکانہ خیال دل سے دور ہو جاوے پھر سب کے سب مردے اور کیڑے سے بھی کمتر اور کمزور نظر آتے ہیں اگر ساری دنیا ملکر بھی مقابلہ کرنا چاہے تو ممکن نہیں کہ ایسا شخص حق کو قبول کرنے سے رک جائے۔

تبتل تام کا پورہ نمونہ

انبیاء علیہم السلام اور خدا کے ماموروں میں مشاہدہ کرنا چاہیے کہ وہ کسطرح دنیا داروں کی مخالفتوں کی یا حجبہ بوری بے کسی اور ناتوانی کے پروا تک نہیں کرتے ان کی رفتار اور حالات سے سبق لینا چاہیے۔

بعض لوگ پوچھا کرتے ہیں۔ کہ ایسے لوگ جو برا نہیں کہتے مگر پورے طور پر اظہار بھی نہیں کرتے محض اس وجہ سے کہ لوگ برا کہیں گے کیا ان کے پیچھے نماز پڑھ لیں میں کہتا ہوں ہرگز نہیں۔ اس لئے کہ ابھی تک ان کے قبول حق کی راہ میں ایک ٹھوکر کا پتھر ہے اور وہ ابھی تک اسی درخت کی شاخ میں جسکا پھل زہریلا اور ہلاک کرنیوالا ہے اگر وہ دنیاداروں کو اپنا معبود اور قبلہ نہ سمجھتے تو ان سارے حجابوں کو چیر کر باہر نکل آتے۔ اور کسی کے لعن طعن کی ذرا بھی پروا نہ کرتے اور کوئی خوف شماتت کا ہمیں دامنگیر نہ ہوتا۔ بلکہ وہ خدا کی طرف دوڑتے

پس

یاد رکھو کہ تم ہر کام میں دیکھ لو کہ اس میں

خدا راضی ہے یا مخلوق خدا

۔ جب تک یہ حالت نہ ہو جاوے کہ خدا کی رضا مقدم ہو جاوے اور کوئی شیطان اور رہزن نہ ہو سکے اوسوقت تک ٹھوکر کھانے کا اندیشہ ہے۔

لیکن جب دنیا کی برائی بھلائی محسوس

ہی ہو بلکہ خدا کی خوشنودی اور ناراضگی اس پر اثر کرنے والی ہو یہ وہ حالت ہوتی ہے۔ جب انسان ہر قسم کے خوف و حزن کے مقامات سے نکلا ہوا ہوتا ہے۔

اگر کوئی شخص ہماری جماعت میں شامل ہو کر پھر اس سے نکل بھی جاتا ہے تو اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ اس کا شیطان اس لباس میں بھی اس کے ساتھ ہوتا ہے۔

لیکن اگر وہ عزم کر لے کہ آئندہ کسی وسوسہ انداز کی بات کو سنوں گا ہی نہیں۔ تو خدا اسے بچا لیتا ہے۔ . . . . . .

ٹھوکر لگنے کا عموماً یہی سبب ہوتا ہے۔ کہ دوسرے تعلقات قائم تھے ان کو پرورش کرنے کی ضرورت پڑی کہ ادھر سے سست ہوں سستی سے اجنبیت پیدا ہوئی پھر اس سے تکبر اور پھر انکار تک نوبت پہنچی۔

تبتل کا عملی نمونہ ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہیں نہ آپ کو کسی کی مدح کی پروا نہ ذم کی۔ کیا کیا آپ کو تکالیف پیش آئیں۔ مگر کچھ بھی پرواہ نہیں کی۔ کوئی لالچ اور طمع آپ کو اس کام سے نہ روک سکا جو آپ خدا کی طرف سے کرنے آئے تھے جب تک انسان اس حالت کو اپنے اندر مشاہدہ نہ کر لے اور امتحان میں پاس نہ ہوئے کبھی بھی

بے فکر نہ ہو پھر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جو شخص

متبتل ہوگا متوکل بھی وہی ہوگا گویا

متوکل ہونے کے واسطے متبتل ہونا شرط ہے کیونکہ جب تک اوروں کے ساتھ تعلقات ایسے ہیں کہ ان پر بھروسہ اور تکیہ کرتا ہے اس وقت تک خالصۃً الی اللہ توکل کب ہو سکتا ہے۔ جب خدا کی طرف انقطاع کرتا ہے تو وہ دنیا کی طرف سے توڑتا ہے اور خدا میں پیوند کرتا ہے۔ اور یہ تب ہوتا ہے جب کہ **کامل توکل** ہو جیسے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل متبتل تھے ویسے ہی کامل متوکل بھی تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اتنے وجاہت والے امراء قوم و قبائل کے سرداروں کی ذرا بھی پرواہ نہیں کی اور ان کی مخالفت سے کچھ بھی متاثر نہ ہوئے

آپ میں ایک فوق العادت یقین خدا تعالے کی ذات پر تھا۔ اسی لئے اس قدر عظیم الشان بوجھ کو آپ نے اٹھا لیا۔ اور ساری دنیا کی مخالفت کی۔ اور ان کی کچھ بھی ہستی نہ سمجھی یہ بڑا نمونہ ہے توکل کا۔ جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ اس لئے کہ اس میں خدا کو پسند کر کے دنیا کو مخالف بنا لیا جاتا ہے۔ مگر یہ حالت پیدا نہیں ہوتی جب تک گویا خدا کو نہ دیکھ لے جب تک یہ امید نہ ہو کہ اس کے بعد دوسرا دروازہ ضرور کھلنے والا ہے۔ جب یہ امید اور یقین ہو جاتا ہے تو وہ عزیزوں کو خدا کی راہ میں دشمن بنا لیتا ہے اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ خدا اور دوست بنا دے گا۔ جائیداد کھو دیتا ہے کہ اس سے بہتر ملنے کا یقین ہوتا ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ خدا ہی کی رضا کو مقدم کرنا تو تبتل ہے اور پھر

تبتل اور توکل توام ہیں

تبتل کا راز ہے توکل اور توکل کی شرط ہے تبتل یہی ہمارا مذہب اس امر میں ہے

تبتل تام کی حقیقت پر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک مکتوب بھی ہے جو ۹ راگست ۱۸۸۳ء کو حضور نے لکھا تھا ہم ہفتہ آئندہ میں انشاء اللہ تعالے انہیں کالموں میں اسی سلسلے کے نیچے اسے شائع کریں گے تاکہ زیادہ وضاحت سے اس کی حقیقت کھل جاوے

ایڈیٹر

حقائق الفرقان

دوسرا حصہ ... تیار ہو گیا

مکتوبات احمدیہ

مکتوب دربارہ ترغیب جہد و سیر سخت دلی بعض حجاج و تشریح خواب و کشف و فنا و بقاء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

مشفقی مکرمی سلمہ اللہ تعالے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے خواب کے آثار یوں ہی نظر آتے ہیں۔ کہ انشاء اللہ رویا صالحہ و واقعہ صحیحہ ہوگا مگر اس بات کے لئے کہ مضمون خواب خیر قوت سے حد فعل میں آوے بہت سے محنتیں درکار ہیں۔ خواب کے واقعات اس پانی سے مشابہ ہیں۔ کہ جو ہزاروں من مٹی کے نیچے زمین کی تہ میں واقعہ ہے۔ جس کے وجود میں تو کچھ شک نہیں لیکن بہت سی جان کنی اور محنت چاہیے تا وہ مٹی پانی کے اوپر سے بکلی دور ہو جاوے اور نیچے سے پانی شیریں اور مصفا نکل آوے۔

ہمت مرداں مدد خدا۔ صدق اور وفا سے خدا کو طلب کرنا موجب فتحیابی ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

گویند سنگ موم شود در مقام صبر
آرے شود و لیک بخون جگر شود
گرچہ وصالش نہ بکوشش دہند
ہر قدر اے دل کہ توانی بکوش

آپ کی ملاقات کے واسطے میں بھی چاہتا ہوں مگر وقت مناسب کا منتظر ہوں۔ بے وقت حج بھی فائدہ نہیں دیتا۔ اکثر حاجی جو بڑی خوشی سے حج کرنے کے لئے جاتے ہیں اور پھر دل سخت ہو کر آتے

ہین - اس کا یہی باعث ہے کہ انہون نے بوقت بیت اللہ کی زیارت کی اور بجز ایک کوٹھہ کے اور کچھہ نہ دیکھا - اور اکثر مجاورین کو صدق اور صلاح پر نہ پایا - دل سخت ہوگئی علے ہذا القیاس ملاقات جسمانی مین بھی ایک قسم کے ابتلا پیش آجاتے ہین - الا ماشاء اللہ آپ کے سوالات کا جواب جو اسوقت میرے خیال مین آتا ہے۔

مختصر طور پر عرض کیا جاتا ہے آپنے پہلے یہہ سوال کیا ہے - کہ پورا پورا علم جیسے بیداری مین ہوتا ہے - خواب مین کیون نہیں ہوتا اور خواب کے دیکھنے والا اپنی خواب کو خواب کیون نہیں سمجھتا۔

سو آپ پر واضح ہو کہ خواب اوس حالت کا نام ہے کہ جب بباعث غلبہ رطوبت مزاجی کہ جو دماغ پر طاری ہوتی ہے حواس ظاہری و باطنی اپنے کاروبار معمول سے معطل ہوجاتے ہین - پس جب خواب کو تعطل حواس لازم ہے تو ناچار جو علم اور امتیاز اور بذریعہ حواس انسان کو حاصل ہوتا ہے وہ حالت خواب مین بباعث تعطل حواس نہیں رہتا کیونکہ جب حواس بوجہ غلبہ رطوبت مزاجی معطل ہوجاتے ہین - تو بالضرورت اس فعل مین بھی فتور آجاتا ہے - پھر بعلت اس فتور کے انسان نہیں سمجھہ سکتا کہ مین خواب مین ہون یا بیداری مین۔

لیکن ایک اور حالت ہوتی ہے کہ جس سے ارباب طلب اور اصحاب سلوک کبھی کبھی متمتع اور محظوظ ہوجاتے ہین اور وہ یہہ ہے کہ بباعث دوام مراقبہ اور حضور اور استیلاء شوق و غلبہ محبت ایک حالت غیبت حواس انپر وارد ہوجاتی ہے جسکا یہ باعث نہیں ہوتا کہ دماغ پر رطوبت مستولی ہو - بلکہ اس کا باعث صرف ذکر اور شہود کا استیلاء ہوتا ہے - اس حالت مین چونکہ تعطل حواس بہت کم ہوتا ہے اس جہت سے انسان اس بات پر متنبہ ہوتا ہے کہ وہ کسیقدر بیدار رہے - خواب مین نہین اور نیز اپنے مکان اور اس کے تمام وضع پر بھی اطلاع رکھتا ہے یعنے جس مکان مین ہے اس مکان کو برابر شناخت کرتا ہے جن اردگرد کی لوگوں کی آوازین بھی سنتا ہے اور کل مکان کو بچشم خود دیکھتا ہے صرف کسیقدر بجذبہ غیبی غیبت حس ہوتی ہے اور جو انسان خواب کی حالت مین اپنی رویا مین اپنے تئیں بیدار معلوم کرتا ہے - یہہ علم بذریعہ حواس نہیں - بلکہ اس علم کا منشا صرف فقط روح ہے۔

دوسرا سوال آپ کا یہہ ہے کہ فناء اتم مین غایت المعراج و نہایت الوصال ہے علم حق رہتا ہے یا نہیں۔

اول سمجھنا چاہیے کہ فناء اتم عین وصال کا نام نہین - بلکہ امارات اور آثار وصال مین سے ہے - کیونکہ فناء اتم مراد اس حالت سے ہے - کہ طالب حق خلق اور ارادت نفس سے بکلی باہر ہوجاوے اور فعل اور ارادت الہی مین بکلی کھویا جاوے - یہان تک کہ اوسی کیساتھ دیکھتا ہے اور اوسی کے ساتھہ سنتا ہے - اور اوسی کے ساتھہ پکڑتا ہو اور اسی کے ساتھہ چھوڑتا ہو۔

پس

یہہ تمام آثار وصال کے ہین نہ عین وصال اور عین وصال ایک بیچون اور بیچگون نور ہے کہ جس کو اہل وصول شناخت کرتے ہین مگر بیان نہیں کرسکتے۔

خلاصہ کلام یہہ ہے - کہ جب طالب کمال وصول کا خدا کے لئے اپنے تمام وجود سے الگ ہوجاتا ہے اور کوئی حرکت اور سکون اس کا اپنے لئے نہیں رہتا بلکہ سب کچھہ خدا کے لئے ہوجاتا ہے تو اس حالت مین اس کو ایک روحانی موت پیش آتی ہے جو بقا کو مستلزم ہے۔

پس

اس حالت میں گویا وہ بعد موت کے زندہ کیا جاتا ہے اور بغیر اللہ کا وجود اسکی آنکھہ مین باقی نہیں رہتا یہانتک کہ غلبہ شہود ہستی الہی سے وہ اپنے وجود کو بھی نابود سا خیال کرتا ہے۔

پس

یہہ مقام عبودیت اور فناء اتم ہے جو غایت سیر اولیا ہے اور اسی مقام مین غیب سے باذن اللہ ایک نور سالک کے قلب پر نازل ہوتا ہے جو تقریر اور تحریر سے باہر ہے غلبہ شہود کی ایک ایسی حالت ہے کہ جو علم الیقین اور عین الیقین کے مرتبہ سے برتر ہے صاحب شہود تام کو ایک علم تو ہے مگر ایسا علم جو اپنے ہی نفس پر وارد ہوگیا ہے۔

جیسے کوئی آگ مین جل رہا ہے سو اگرچہ وہ بھی جلنے کا ایک علم رکھتا ہے مگر وہ علم الیقین اور عین الیقین سے برتر ہے کبھی شہود تام بیخبری تک بھی نوبت پہونچا دیتا ہے اور حالت سکر اور بیہوشی کو غلبہ کرتی ہے اس حالت سے یہ آیت مشابہ ہے۔

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا

لیکن حالت تام وہ ہے جسکی طرف اشارہ ہے

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى یہہ حالت سے اہل جنت کے نصیب ہوگی

پس

غایت یہی ہے جسکی طرف اللہ تعالے نے آپ اشارہ فرمایا ہے۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

۱۸ مارچ ۱۸۹۳ء مطابق ۰ جمادی الاول ۱۳۱۰ھ

اطلاع

جیساکہ پہلے بھی اطلاع دیجاچکی ہے اس سال کے اختتام مین ایک سہ ماہی کچھہ کم وصول گیا ہے ابھی بقایا داران سے قیمت وصول کرنے کے لئے ۲۰ ستمبر ۱۹۰۱ء سے وی پی پیکٹوں کے بھیجنے کا سلسلہ شروع ہے جن دوستوں نے حقوق العباد کی پروا کرکے پیکٹ وصول کرلئے ہیں اُن کا شکریہ ہے - آئندہ بھی یہہ سلسلہ برابر اسوقت تک جاری رہیگا - جب تک بقایا وصول نہ ہوجاوے اور یہہ کل بقایا بہرحال آخیر نومبر ۱۹۰۱ء تک وصول ہوجانا چاہیے کیونکہ حسب معمول ۱۰ دسمبر ۱۹۰۱ء کا اخبار ۱۹۰۲ء کی قیمتون کے لئے وی پی کیا جاویگا

(ایڈیٹر)

عام اطلاع

حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم نے جو اشتہار بغرض **امتحان** شائع فرمایا تھا اس کے متعلق بعض ضروری امور کی اطلاع کے لیے لکھا جاتا ہے کہ اس **امتحان** میں مندرجہ ذیل **کتابیں** بطور کورس کے ہونگی

فتح اسلام - توضیح مرام - ازالہ اوہام - انجام آتھم - ایام الصلح - سرمہ چشم آریہ - حمامۃ البشریٰ - خطبہ الہامیہ

سوالات عموماً ان کتابوں سے دئے جاوینگے جو تحریری ہوں گے۔ یہ **امتحان** ۲۷ دسمبر ۱۹۰۱ء سے شروع ہو کر ۳۰ دسمبر ۱۹۰۱ء کو ختم ہوجاوےگا جو لوگ دور دراز مقامات مثلاً **حیدر آباد** یا **مدراس** یا **مینپوری آسام** یا **کٹک اڑیسہ** وغیرہ سے شامل نہ ہوسکیں گے وہاں وہی پرچے روانہ کیے جائیں گے جو ایک مہتمم کی نگرانی میں بغرض جواب تقسیم ہوں گے ہر ایک شخص جو اس امتحان میں شریک ہونا چاہتا ہے وہ اپنا نام معہ مفصل پتہ کے بغرض اندراج فہرست امیدواران امتحان خاکسار ایڈیٹر الحکم کے پاس بھیجدے امتحان کے متعلق اس سے زیادہ اور کوئی امر قابل استفسار نہیں ہے

الحکم کے متعلق

ہم نہایت شکر گذاری کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے احباب کو ہماری متواتر تحریکوں پر توجہ ہو چلی ہے اور وہ اخبار الحکم کے لیے جدید خریدار بہم پہنچانے لگے ہیں چنانچہ اس ہفتہ میں برادرم بابو **شاہدین صاحب** نے جو اس سے پہلے کئی خریدار دے چکے ہیں ایک جدید خریدار کے نام اجرائے الحکم کے لیے کارڈ بھیجا ہے اور ایسا ہی **مولوی محمد یمین** صاحب کشمیری نے ایک اور خریدار کے نام اخبار جاری کراتے ہیں وہ بھی اس سے پہلے ایک خریدار دے چکے ہیں ڈاکٹر **نعمت خان** صاحب وٹرنری اسسٹنٹ جو مدرسہ تعلیم الاسلام کے وزیٹر بھی ہیں وہ بھی ایک جدید خریدار کا نام بھیجتے ہیں شیخ **محمد حسین** صاحب کلرک میاں میر چھاونی سے ایک خریدار دیتے ہیں منشی **احمد حسن** صاحب عطار دیوبند سے ایک جدید خریدار کے نام جاری کرتے ہیں اس کے علاوہ چار شخص اپنی درخواستوں پر الحکم لیتے ہیں۔ ہمارے بہت سے اہل ثروت خریدار ہیں جنکی توجہ کی بہت بڑی ضرورت ہے مثلاً قاضی **نظیر حسین** صاحب۔ **حیدر آبادی جماعت** کے تقریباً سب افراد۔ ڈاکٹر مرزا **یعقوب بیگ** صاحب۔ **منشی نواب خان** صاحب تحصیلدار۔ اور خواجہ **کمال الدین** صاحب پلیڈر۔ قاضی **محبوب عالم** صاحب۔ وغیرہم بہت سے احباب ہیں جو اس طرف توجہ کریں تو بہت جلد اخبار کی اشاعت **ہزار** تک پہونچ سکتی ہے ۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ ہماری اُمید کے موافق وہ اس سال کے اخیر تک ہمیں **ایک ہزار** اشاعت تک کے قابل بنا دینگے

مختصر نوٹ اور نکات

جبکہ یہ امر مسلم ہے کہ کوئی ایسا فعل جو کسی قوم کے لیے بطور غرض مشترک ہوتا ہے وہ بدون اعانت باہمی پورے طور پر سرانجام نہیں پا سکتا۔ اور صرف شخص واحد ہی اس کا متحمل نہیں ہوتا اور نہ کبھی ہوا۔ یہانتک کہ انبیاء علیہم السلام کو بھی جو توکل اور تفویض اور تحمل اور مجاہدات افعال خیر میں سب سے بڑھ کر ہوتے ہیں برعایت اسباب ظاہری **من انصاری الی اللہ** کہنا پڑتا ہے اور خدا تعالیٰ کا قانون تشریعی **تعاونوا علی البر و التقوی** کا حکم دیتا ہے پھر اگر ہم **الحکم** امداد کے لیے اپنے ناظرین کو متوجہ کرتے رہیں تو حق بجانب ہیں اور قوم کا فرض ہے کہ وہ جدید خریدار پیدا کرکے اپنے فرض سے سبکدوش ہو۔

صوفیوں نے ترقیات کی دو راہیں لکھی ہیں ایک **سلوک** دوسرا **جذب**۔ سلوک وہ ہے جو لوگ آپ عقلمندی سے سوچکر اللہ اور رسول کی راہ اختیار کرتے ہیں جیسے فرمایا ہے کہ **قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی** یعنی اگر خدا کے محبوب بننا چاہتے ہو تو **محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** کی پیروی اختیار کرو یہاں جو خدا تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کا حکم دیا تو متبع کا فرض ہے کہ متبوع صلی اللہ علیہ وسلم کی لائف پر ایک نظر کرے اور پھر اس کی پیروی کرے۔ اللہ تعالیٰ سہل انگار اور سست گذار کو کبھی پسند نہیں کرتا اور نہ یہ سلوک کی منزل طے کرنے والے کی صفت ہوسکتی ہے بلکہ وہ اتباع میں ہر پیش آنے والی منزل میں سے گذرتا ہے جہاں سے اسکا متبوع

گذرا ہے ۔ ان سب منزلوں کے طے کرنے کے بعد وہ سالک متغیر تا ہے

لیکن جب سالک کا دل مصائب اور شدائد کو اسقدر برداشت کرتا ہے کہ وہ صیقل ہوکر آئینہ صفت بنجاتا ہے پھر وہ جاذبہ ازلی سے خدا کی طرف کھچتا ہے ۔ کیونکہ جیسے ہر ایک شیشہ اگرچہ اپنے اندر چمک کا مادہ رکھتا ہے لیکن صیقل کے بعد ہی مجلا ہوتا ہے اسی طرح پر انسانی روح کو جب مصائب کا سامنا ہوتا ہے تو وہ ان سے فرسودہ اور تجربہ کار ہوکر چمک اٹھتی ہے ۔

پس سالک کی روح میں جب **اخلاق النبی** منعکس ہوتے ہیں اس وقت اسمیں جذب کی حالت پیدا ہوتی ہے ۔ سالک اور مجذوب میں فرق اتنا ہوتا ہے کہ سلوک والا خود صیقل کرتا ہے اپنے کام سے مصائب اٹھاتا ہے لیکن جذبہ والے کا مصقل خدا ہوتا ہے اور مصائب میں ڈالا جاتا ہے مگر مآل دونوں کا ایک ہی ہوتا ہے چونکہ مومن کو صفائی اور تزکیہ کی ضرورت ہے اس لیے مصائب اور اور مشکلات کو وہ گھبرا دینے والی آفتیں نہ سمجھے بلکہ یہ خیال کرے کہ

ان مع العسر یسرا

آنے والی آسائشوں اور اطمینانوں کا خیر مقدم کرے ۔

عیسائی کہتے ہیں کہ دنیا میں کوئی آدمی شریعت کی تابعداری اور خدا کے حکموں کی بجا آوری نہیں کرسکتا مگر نادان اتنا نہیں سمجھتے کہ پھر خدا کو شریعت بھیجنے کی ضرورت ہی کیا پڑی تھی ان کے خیال و اعتقاد کے مواقف اللہ تعالی نے نعوذ باللہ پہلے نبیوں پر شریعت نازل کرکے ایک عبث اور بیہودہ کام کیا ۔ عیسائیوں کو ایسا لغو اور بیہودہ عقیدہ تراشنے کی ضرورت محض کفارہ کے لیے پیش آئی ہے مگر افسوس اور تعجب کا مقام ہے کہ انہوں نے اپنے ایک اختراعی مسئلہ کی بنیاد قائم کرنے کے لیے اسبات کی بھی پروا نہیں کی کہ خدا کی ذات پر کس قسم کا حرف آتا ہے

اگر دلوں پر اثر اندازی اور فتح چاہتے ہو تو پہلے خود دل پیدا کرو ۔ اور عملی قوت حاصل کرو ۔ کیونکہ عمل کے بغیر قولی طاقت اور انسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہونچا سکتی اس لیے خدا تعالے نے اپنے بندوں کی تعریف میں اولی الایدی و الابصار فرمایا ہے کہیں اولی الالسنہ نہیں کہا ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو وہی لوگ پسند ہیں جو بصر اور بصیرۃ سے خدا کے کام اور کلام کو دیکھتے اور پھر اسپر عمل کرتے ہیں اور یہ ساری باتیں تجزیہ و تزکیہ نفس اور تطہر باطن کے حاصل نہیں ہوسکتے ہیں ۔

توریت اور قرآن میں صریح امتیاز ہے

توریت اپنے دعاوی کو دلائل سے موکد نہیں کرتی مگر قرآن شریف کوئی ایسا دعوی نہیں کرتا جس کی دلیل نہ دیتا ہو ۔ پھر توریت صرف بنی اسرائیل ہی کو مخاطب کرتی ہے حالانکہ قرآن انی رسول اللہ الیکم جمیعا بتاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ توریت نے دلائل سے کام نہیں لیا کیونکہ اس کے زیر نظر کوئی فرقہ دہریہ فلسفی اور براہمہ کا نہ تھا قرآن نے چونکہ کل ملل اور فرق کو زیر نظر رکھ لیا تھا اس لیے دلائل سے کام لینا پڑا ۔

بعض لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ منشی **الہی بخش** اینڈ کو کی کتاب **عصاء موسی** کا جواب اب تک کیوں نہیں دیا گیا تعجب کی بات ہے کہ اس کتاب کا جواب ایسا ہوچکا ہے جس کا جواب منشی الہی بخش اور ان کے رفیق قیامت تک نہ دے سکیں گے جو لوگ ابھی تک اس سے ناواقف ہیں وہ پیران سے مطالبہ کریں ۔ اس جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ منشی الہی بخش صاحب اور رفیق نے عصاء موسی میں ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے ۔

اول ۔ اپنے الہامات ۔ دوم ۔ حضرت اقدس کی ذات پر کچھ نکتہ چینیاں الہامات کے متعلق تو خود منشی صاحب اپنی کتاب میں کہتے ہیں کہ وہ سب ظنیات کا مجموعہ ہے ایک بھی الہام ایسا نہیں جس پر یقین کا ایک حرف بھی زبان پر لاسکیں اس لیے وہ الہامات تو یوں جاتے رہے

باقی رہی ذاتی نکتہ چینیاں ان کے متعلق ہم اتنا پوچھتے ہیں ۔ کہ وہ کوئی ایسا اعتراض اور نکتہ چینی پیش کریں جو اس سے پہلے کسی اولوالعزم نبی پر نہ کی گئی ہو ۔ اور اگر وہ ثابت نہ کرسکیں اور نہ کرسکیں گے لوکان **بعضھم لبعض ظھیرا** تو دانشمند تو سمجھ سکتے ہیں کہ پھر عصاء موسی میں باقی رہ کیا گیا ہے ؟

خدا تعالے کی طرف سے جب کوئی مامور اور مصلح دنیا میں آتا ہے تو اسکے ساتھ ہی دلوں کو حرکت دینے والے ملائکہ بھی زمین پر نازل ہوتے ہیں اور ان کے نزول سے ایک حرکت اور تموج دلوں میں نیکی اور راہ حق کی طرف پیدا ہو جاتا ہے اور یہ خیال کبھی صحیح نہیں ہوتا کہ ایسا تموج اور حرکت بدون ظہور مصلح کے بھی خود بخود پیدا ہو جاتی ہے ۔ اسوقت تم دیکھلو کہ کیا لوگوں کے دلوں میں نیکی اور سعادت کی راہوں کے معلوم کرنے کی طرف تحریک نہیں ہورہی اگر نہیں تو اسقدر شور کیوں بپا ہے قوم اخلاقی ۔ علمی اور عملی حالت میں بہت کمزور ہورہی ہے قوم کو مرض تشخیص کرنا ہی اس امر کی دلیل ہے کہ روحوں میں ایک اضطراب اور

دارالامان

(۱) حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام بحمد اللہ بخیریت ہیں۔ اور خطبہ الہامیہ کا حاشیہ لکھ رہے ہیں۔ جس میں عجیب و غریب نادر اور اچھوتے مضامین ہیں

(۲) اس ہفتہ میں چودہری محمد حسین صاحب مرداور۔ قانون گو چونڈہ سے اور سید شاہ امیر صاحب سیالکوٹ سے بابو روشن الدین صاحب سٹیشن ماسٹر ٹانک سے اور کئی احباب مختلف مقامات سے تشریف لائے اور بعض کچھ دن رہ کر واپس گئے۔

(۳) ۳۰ ستمبر ۱۹۰۱ء کی رات کو حضرت ام المومنین علیہا السلام نے ۱۲ بجے کے قریب ایک رویا دیکھی جو آپ نے حضرت اقدس کو اسیوقت اس رویا سے اطلاع دی اور وہ یوں ہے۔

عیسی کا مسئلہ حل ہوگیا

خدا کہتا ہے

میں جب عیسی کو اتارتا ہوں تو پوڑی کھینچ لیتا ہوں

اس کے معنے حضرت ام المومنین کے دل میں یہ ڈالے گئے کہ

عیسی کی حیات و ممات میں انسان کا دخل نہیں

یہ تو رویا کا مضمون ہے حضرت امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے جب میں نے توجہ کی تو یہ القا ہوا کہ حقیقت میں ہزار رسالہ موت کے بعد جو اب احیا ہوا ہے اس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہیں ہے جیسے خدا نے مسیح کو بن باپ پیدا کیا تھا یہاں مسیح موعود کو بلا واسطہ کسی استاد یا مرشد روحانی زندگی عطا فرمائی۔ استاد بھی حقیقت میں باپ ہی ہوتا ہے بلکہ حقیقی باپ استاد ہی ہوتا ہے۔ افلاطون کہتا ہے کہ باپ تو روح کو زمین پر لاتا ہے اور استاد زمین سے آسمان پر پہنچاتا ہے غرض تو جیسے مسیح بن باپ پیدا ہوا اور اس کی اس حیات میں کسی انسان کا دخل نہ تھا ویسے ہی یہاں بدون کسی استاد یا مرشد کے خدا تعالے نے محض اپنے فضل اور فیض سے روحانی زندگی عطا کی۔

پھر میں نے موت کے متعلق جب توجہ کی تو ذرا سی غنودگی کے بعد الہام ہوا

فریق مخالف مسلط نہیں کیے جائیں گے کہ اسکو ہلاک کریں

فریق مخالف کے متعلق میرے دل میں گذرا کہ جن کے ارادے مخفی ہوں۔

پوڑی کے متعلق یہ تفہیم ہوئی کہ ارواح کا نزول آسمان سے ہی ہوتا ہے اور صعود بھی آسمان ہی پر ہوتا ہے

غرض یہ کیسی لطیف بات ہے کہ خدا تعالی نے اس میں عظیم الشان بشارت اور پیشگوئی رکھدی ہے دشمن ہمارے قتل کے ارادے کرینگے مگر خدا تعالے ان کو ہم پر مسلط نہیں کرے گا

---

(۴) انگریزی رسالہ کا پراسپیکٹس اب بہت جلد شائع ہونے کی توقع کیجاتی ہے

(۵) جس قاعدہ کا اشتہار گذشتہ نمبروں میں دیا گیا تھا افسوس ہے کہ اس کے پورا چھپ جانیکے بعد مصنف کو اسکی ترتیب میں بعض اور ضروری امور داخل کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی اس لیے اس کی اشاعت بند کر دی گئی اور اب دوبارہ ترمیم اور مناسب ترتیب کے بعد طبع ہو کر شائع ہوگا

(۶) اس ہفتہ کی

بیعت

چودھری امیر بخش صاحب۔ چونڈہ سیالکوٹ
ہمشیرہ کلاں مرزا خدا بخش صاحب۔ جھنگ
میاں فتح محمد صاحب مواہلیہ ״
عبد الرحمن صاحب طالب علم ״
عبد الرزاق صاحب ״
اہلیہ اول مرزا خدا بخش صاحب ״
میاں رانجھا صاحب۔ امرتسر
عبد القادر صاحب۔ فتح گڈہ۔ ضلع گورداسپور حال امرتسر
غلام محمد صاحب۔ کپور تھلہ
وزیر خاں صاحب ״
رحیم بخش صاحب۔ چونڈہ۔ سیالکوٹ
قاسم علی صاحب۔ گجرات
غلام احمد صاحب۔ طالب علم

علمار کشمیر کی نادانی

معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ علمار کشمیر کے سامنے ایک مولوی نے استفتا پیش کیا ہے کہ یوز آسف نبی کی قبر عیسی نبی کی قبر ہو یا نہیں اس نادان کو اتنی بھی خبر نہیں ہے کہ یہ استفتا کچھ بھی حقیقت اور اثر نہیں رکھے گا کیونکہ وہ وقت قریب ہے جبکہ قبر خود بول اٹھے گی بلکہ بول اٹھی ہے کہ یہ عیسی نبی کی قبر ہے تاریخی واقعات اسکی تصدیق کر رہے ہیں اور کئی سو آدمیوں کی دستخطی تحریریں ہمارے پاس موجود ہیں جنہوں نے اس قبر کے متعلق یہ بھی کہا ہے کہ بعض اسکو عیسی صاحب کی قبر کہتے ہیں۔

علاقہ شوپیاں ملک کشمیر میں حسین شاہ نامی مولوی جو حضرت اقدس کا سخت دشمن تھا مولوی عبد اللہ صاحب کے مقابلہ میں سخت شرمندہ ہوا۔ اور بر سر میدان مباحثہ سے بھاگ نکلا یہ خدا کی تائید کا زندہ نشان ہے جو کشمیر میں ظاہر ہوا مولوی عبد اللہ صاحب کی سعی اور کوشش سے

امیر کابل مرگیا — شملہ سے بذریعہ تار معلوم ہوا ہے کہ ۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء کو امیر عبدالرحمن خان والی ملک خداداد افغانستان کا انتقال ہوگیا بالفعل زمام سلطنت حبیب اللہ خان کے ہاتھ میں ہے۔ مزید خبروں کا انتظار ہے۔

ضروری اطلاع

(گورنمنٹ اور دوسرے لوگوں کیلئے)

ہمارے پریس میں تائید الٰہی کے نام سے ایک پنجابی رسالہ طبع ہونے لگا تھا اور قریبًا طبع ہوگیا تھا۔ مگر اس خیال سے کہ وہ مفید عام نہ تھا اور اس کا مضمون بہت کچھ ترمیم اور اصلاح کا محتاج تھا اس لیے ہم نے اسکو بالکل تلف کردیا کیونکہ غلط اور اصلاح طلب مضامین کی اشاعت بیفائدہ ہے۔ لہٰذا ہم اطلاع دیتے ہیں کہ اگر کوئی صاحب اس نام کا کوئی رسالہ مطبع انوار احمدیہ قادیان کا چھپا ہوا شائع کریں تو وہ مسروقہ سمجھا جاوے گا۔ مطبع اس کی اشاعت کا ذمہ وار نہیں کیونکہ ہم نے اُسے ہرگز شائع نہیں کیا۔

پیسہ اخبار اور مہر نبی بخش بٹالوی

پیسہ اخبار لاہور نے جو حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہ کی ہر بات پر معاندانہ ریمارک کرنے کا عادی ہے باوصفیکہ ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ اس نے حضرت اقدس کی کتابوں کو بھی نہیں پڑھا۔ اور لا تقف ما لیس لک بہ علم کے قرآنی ارشاد کی کچھ بھی پروا نہ کرکے رائے زنی کردیا کرتا ہے مہر نبی بخش بٹالوی کے ارتداد پر اپنے ایڈیٹوریل کالم میں ایک نوٹ لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

۱۔ مہر صاحب گذشتہ پندرہ سال سے مرزا صاحب کے راسخ الاعتقاد مرید تھے بلکہ اپنا گھر بار چھوڑ کر قادیان میں دو سال تک رہے

۲۔ اب انہوں نے مرزا صاحب کے عقائد فاسدہ سے توبہ کی ہے اور انکی اعتراضات لاجواب ہیں وغیرہ وغیرہ۔

کسی راسخ الاعتقاد مرید (بشرطیکہ وہ ہو بھی۔ راسخ الاعتقاد کا ارتداد نا ممکن ہے کوئی شیطانی رگ باقی ہوتی ہے جو اندر ہی اندر اپنا اثر کرتی رہتی ہے) کا ارتداد حضرت اقدس کے دعاوی کی تکذیب کا موجب نہیں ہوسکتا جب کہ اسلام میں اب تک مرتد ہونے والے موجود ہیں۔ اور آئے دن عیسائی اخباروں میں ایسے مرتدین کی فہرستیں دیکھی جاتی ہیں بلکہ یہ سنن الانبیاء میں سے ہے۔ اور حضرت اقدس کی بعض پیشگوئیوں کی تصدیق۔ یہ کہنا کہ منشی صاحب ثواب کے لیے گھر بار چھوڑ کر قادیان آ گئے تھے بالکل غلط ہے۔ منشی صاحب دراصل حضرت اقدس کے باغ کے ٹھیکہ دار کی حیثیت سے قادیان میں رہا کرتے تھے اور اسی لیے اگر وہ جھوٹ بولنا گوارا نہیں کرتے تو خود بتا سکتے ہیں کہ قادیان میں رہ کر کتنی مرتبہ وہ حضرت اقدس کے ساتھ نمازوں میں شریک ہوئے اور کتنی مرتبہ حضرت اقدس کے ساتھ سیر کو تشریف لے گئے وغیرہ وغیرہ حضرت اقدس کی صحبت میں رہنے کا انہوں نے کوئی التزام نہیں کیا اگرچہ قادیان میں کبھی رہے بھی تو باغ ہی میں طوطا کہانی پڑھتے اور درختوں کے کاٹنے میں اور لگانے کے انتظام میں۔ بہر حال وہ قادیان میں کام کاج چھوڑ کر نہ گئے تھے بلکہ کام کاج کرنے گئے تھے۔

رہا یہ امر کہ اب انہوں نے حضرت اقدس کے معاذ اللہ عقائد فاسدہ سے توبہ کی۔ ناظرین کے لیے یہ امر غالبًا دلچسپی کا موجب ہوگا اور ہم مشکور ہوں اگر ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار بھی اسکا جواب دے کہ مہر نبی بخش صاحب نے حضرت اقدس کے کن عقائد سے توبہ کی اور اس کے بجائے کیا حاصل کیا اگر پیسہ اخبار کے ایڈیٹر نے اس کے رسائل کو پڑھا ہے اور ان امور پر اسنے اپنے اخبار میں جیسا کہ ظاہر ہے روشنی نہیں ڈالی تو وہ ہمیں معاف کریں گے اگر ہم یہ کہیں کہ انہوں نے جان بوجھکر امر حق کو چھپایا ہے۔ بہرحال مہر نبی بخش نے مرزا صاحب کے عقائد کو چھوڑ کر اب کیا عقیدہ اختیار کیا وہ ہم ذیل میں لکھتے ہیں اور پیسہ اخبار سے پوچھتے ہیں کہ وہ اس کے متعلق کیا رائے رکھتا ہے اور نبی بخش کے عقیدہ سے کہاں تک متفق ہے

حضرت اقدس امام علیہ السلام کا عقیدہ ہے کہ احادیث جہانتک وہ قرآن کریم سے خلاف نہوں واجب العمل ہیں

مہر نبی بخش مطلق نہیں مانتا۔

حضرت اقدس مسیح موعود کے آنے کے قائل اور مدعی ہیں

مہر نبی بخش کہتا ہے کہ کوئی مسیح یا مہدی آنے والا نہیں ہے۔

حضرت اقدس مسیح ابن مریم علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں۔

ایسا ہی مہر نبی بخش بھی مسیح ابن مریم علیہ السلام کی وفات کو مانتا ہے۔

اب ہم دانشمند ایڈیٹر پیسہ اخبار سے پوچھتے ہیں کہ وہ مہر صاحب کے عقائد کے ساتھ کہاں تک متفق ہے۔ ہم اس پر مفصل انشاء اللہ کسی اگلی اشاعت میں لکھیں گے۔ سردست اسی قدر کافی ہے۔

عسل مصفی

مولفہ جناب میرزا خدابخش صاحب حضرت اقدس مسیح موعود کے دعاوی کی تصدیق میں اور معترضوں کے اعتراضوں کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۴۴۹ صفحہ کی کتاب قادیان میں قاضی ضیاء الدین صاحب اور مالیر کوٹلہ میں حکیم محمد زمان صاحب سے عاقبت کو علاوہ محصول ڈاک ملتی ہے۔

ولی اور عارف مسلمان عورتیں

حضرت آسیہ خانم

یہ عابدہ اور زاہدہ خاتون طائفہ یوخاری باش کی محترم عورتوں میں سے ہیں۔ انکے والد بزرگوار کا نام محمد خان عز الدینلو تھا خاقان فتح علی شاہ ایران انہیں کے بطن مبارک سے پیدا ہوے تھے۔ وہ سخاوت اور خیرات میں بہت مشہور تھیں اور انہوں نے اپنی ساری عمر عبادت الٰہی اور اعمال حسنہ ہی میں گذار دی تھی۔ غرہ ذی حجہ سنہ ۱۲۱۳ء میں وہ زیارت خانہ کعبہ سے مشرف ہوئیں اور اسی سال بعد سفر خراسان بخوں رستے طہران میں وفات پائی۔ انکی نعش نجف اشرف میں دفن ہوئی۔

حضرت آمنہ رملیہ

یہ عارفہ اور ولی اللہ خاتون تقریباً سنہ ۲۰۰ ہجری میں موجود تھیں لوگ انکو صاحب مقامات اور کرامات جانتے تھے۔ کبھی کبھی وہ بشر بن حارث کی زیارت کو جایا کرتی تھیں جو اُس زمانہ کے مشہور اولیا میں سے تھے۔ ایک تذکرہ میں لکھا ہے کہ جب احمد بن حنبل بشر بن حارث کی عیادت کو تشریف لائے تو وہاں انہوں نے آمنہ سے ملاقات کی اور اُن سے دعا خیر کی آرزو کی۔

حضرت امۃ الجلیل

طبقات شعرانی میں مذکور ہے کہ امۃ الجلیل عرب کی صالح اور پارسا عورتوں میں سے تھیں وہ مقام ولایت پر پہونچ گئی تھیں ایکمرتبہ جب انکے زمانہ کے ارباب سلوک اور صلحا میں ولایت کے معنی اور تعریف کی نسبت اختلاف ہوا اور ہر شخص نے اس مسئلہ میں اپنی ایک جداگانہ رائے ظاہر کی تو آخر الامر یہ قرار دیا کہ امۃ الجلیل سے اسکے معنے پوچھے جائیں۔ اس سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ولی وہ ہے جو ہر وقت یاد خدا میں مشغول رہے اور دنیا اس کے مزخرفات سے کوئی تعلق نہ رکھے اور بغیر خدا کے ایکدم بھی کسی شئے کی طرف متوجہ نہ ہو۔ ولی کے معنے سمجھانے کے بعد امۃ الجلیل نے جماعت میں ارباب سلوک کی جانب مخاطب ہو کر کہا جب کوئی تم سے کہے کہ فلاں شخص ولی ہے اور وہ یاد حق کے سوا اور کسی کام میں مشغول ہے تو اس کی ولایت کو باور نہیں کرنا چاہیے اور اسکو جھوٹا جاننا چاہیے۔

حضرت ام حسان

یہ عارفہ اور ولی اللہ بیوی کوفہ کی رہنے والیں اور صلاح و زہد مقامات اور درجات ایقان میں مشہور و معروف تھیں۔ کتاب نفحات الانس میں لکھا ہے کہ وہ مقام ولایت تک پہونچ گئی تھیں۔ سفیان ثوری ولی اللہ انہیں کے زمانہ میں تھے جو اکثر انکی زیارت کے لیے ان کے مکان پر جایا کرتے تھے ایک روز جب سفیان ثوری ام حسان کی اثاث البیت میں داخل ہوے تو وہاں انہوں نے ایک پرانے بوریہ کے سوا کوئی چیز نہ پائی۔ اسوقت انہوں نے اس مقدس بیوی سے کہا تم اپنے چچا کے بیٹے کو کسی چیز کے لیے کیوں نہیں لکھتیں وہ تمہاری رعایت کریگا اس کے جواب میں ام حسان نے کہا تمہاری قدر اس کلمہ نے میری نظروں میں کم کر دی جب میں عالم کے مالک حقیقی سے طلب دنیا نہیں کرتی تو کسی مخلوق ضعیف سے کیونکر کر سکتی ہوں میں نہیں چاہتی کہ ایک آن بھی خدا سے غافل ہوں۔

حضرت ام علی

اس عارفہ باخدا عورت کا حال جس کی ولایت کو سب نے تسلیم کیا ہے کتاب نفحات الانس میں شرح اور بسط کے ساتھ درج ہے وہ احمد خضرویہ بلخی کی بیوی تھیں۔ شیخ ابو حفص کہتے ہیں کہ جب تک میں نے ام علی زوجہ احمد خضرویہ کو نہ دیکھا تھا اُسوقت تک میں عورتوں کی جنس ہی کو حقیر سمجھتا تھا اور اُن سے باتیں کرنا مکروہ جانتا تھا مگر جب اس پارسا عورت سے ملاقات ہوئی تو مجھے معلوم ہوا کہ خداوند تعالے اپنی نعمت معرفت جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے

حضرت ام ہرون

طبقات شعرانی میں لکھا ہے کہ یہ مقدس بیوی اولیاء اللہ خاشعین اور عابدین میں سے تھیں۔ وہ فقط روکھی روٹی ہی پر قناعت کرتی تھیں اور دنیا کے کسی ساز و سامان سے غرض نہ رکھتی تھیں۔ انہوں نے اپنے سر میں تیس برس تک کنگھی نہیں کی تھی پھر بھی ان کے بال اور عورتوں کے بالوں سے خوشنما معلوم ہوتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ جنگل میں انہیں ایک بھوکا شیر ملا۔ انہوں نے کہا کہ آ اور میرے گوشت میں سے اپنی روزی لے یعنی مجھے کھا۔ یہ سنکر شیر نے اپنا منہ ان کی طرف سے پھیر لیا اور وہ دوسری سمت چلا گیا۔

حضرت بریرہ

یہ مقدس بیوی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں جنکا نکاح قبل از آزادی مغیث نامی ایک غلام سے ہوا تھا۔ جب وہ آزاد ہوئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اب تم خود مختار ہو چاہو غلام کے نکاح میں رہو یا اس سے خارج ہو جاؤ۔ کہتے ہیں کہ حضرت بریرہ صاحب کرامات تھیں ان کی کرامت اس واقعہ سے ثابت ہے جسکو خود عبد الملک مروان نے حسب ذیل بیان کیا ہے۔
جب میں خلیفہ نہ ہوا تھا تو اُسوقت